بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ الغنی الحمید الحی القیوم والصلوٰۃ والسلام علی محمدن البشیر النذیر وعلی آلہ واصحابہ اجمعین (امابعد) تعارف جان پہچان کرانے کو کہتے ہیں۔ کس کے ساتھ تعارف کراؤں؟ کتاب ہذا چہل حدیث سے۔ یا مؤلف کتاب مولنا عبدالغنی مرحوم سے۔ یا اور کسی بات سے؟ چہل حدیث ہذا تو ایک ایسا کارنامہ ہے جو شاید آج تک اس انداز سے کسی نے نہ بنایا ہوگا۔ اسمیں جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ مؤلف مرحوم نے پہلی حدیث شریف ایسی منتخب کی ہے۔ جسمیں ایک خاص نکتہ یہ ہے۔ جس کا ذکر واحد قرآنی آیہ یا آیات میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث شریف میں دو باتوں کا۔ اور اسکے ساتھ وہی آیت جسمیں یہی دو خاص نکتے مذکور ہیں۔ اسی طرح سے مؤلف مرحوم نے ان احادیث کا مجموعہ ہذا تیار کیا ہے۔ اور اور چہل حدیث کا نام دیا ہے۔ یہ کام کوئی معمولی ذہانت کا آدمی انجام نہیں دے سکتا ہے۔ بلکہ خاصہ اس کا ہے۔ جس کو قرآن اور صحیح احادیث

رسول اللہ ؐ پر عبور حاصل ہو۔ اس سے مولف مرحوم کی عالمانہ صورت ذہن نشین ہو سکتی ہے اور ان کی حفظ قرآن واحادیث کی دلیل۔ خاصکر جبکہ وہ صحت کھو بیٹھے تھے۔ کن حالات میں اس کتاب کو تیار کیا وہ اس کے محبین اور سامعین کے زیر نظر ہوگا۔ فالج کی وجہ سے قویٰ جواب دے رہے ہیں۔ مگر ان کی شوق تالیف قوی تر ہو رہی ہے۔ دائیں ہاتھ میں طاقت نہیں۔ بائیں ہاتھ کو طاقت ایزدی شامل حال ہو کر کتاب کا مسودہ لکھنے میں لگا رہے ہیں۔ عمر بھر اس دوسرے ہاتھ سے لکھنے کا کام کبھی نہ کیا تھا۔ "پیش لفظ" میں مولوی عبدالحمید صاحب نے اس ضمن کی طرف اشارہ کیا ہوا ہے۔ ہاں غالب مرحوم کا شعر بھی دوہرایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مولوی عبدالغنی صاحب مرحوم کو جو دائیں ہاتھ میں "جنبش" نہ تھی۔ مگر آنکھوں میں تو "دم" تھا۔ یہ "دم" محض شوق تالیف تھا۔ وہ مرتے دم تک تبلیغ کرنے کی متمنی تھے۔ بس اس کار احسن کی انجام دہی کیلئے "ساغر" قرآن پاک۔ و "مینا" احادیث رسول اکرم ؐ کی ضرورت تھی۔ یہ ہر دو چیز ان کے دماغ میں محفوظ تھے۔ اب دائیں بازو بیکار ہونے کی کیا رُکاوٹ؟ سعادت ایزدی نے ان کی بائیں بازو میں وہ ہمت اور طاقت دی جو یہ کتاب تالیف کر بیٹھے۔ میں کہتا ہوں کہ:۔

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدای بخشندہ

مسودہ میرے نظر ہیں۔ کاتب اور دیگر اصحاب کے نظر
میں ہے۔ ایسا لکھا ہوا۔ ہر دو عربی اور اردو خط۔ کہ ماشاء اللہ
کوئی لفظ خراب ہو۔ یا لکیریں سیدھی نہ ہوں۔ بہت کم لوگ دائیں
ہاتھ سے ایسا خوشخط لکھ سکتے ہیں۔ اب تو میں ان کے یادداشت
کے متعلق ایک ذاتی مشاہدہ بتانا چاہتا ہوں۔ وہ تو مرض الموت سے
کسی قدر اچھے ہوئے تھے۔ جبکہ میں ان کی عیادت کے لئے وہاں
گیا۔ کسی دوست نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی
کیا عمر تھی جب کہ ان کی شادی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ انجام پائی
گئی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب اور مولوی بشیر صاحب
شامل مجلس تھے۔ میں نے مولوی مرحوم سے سوال کیا۔ انہوں نے قیوم صاحب
اور بشیر صاحب کو کتب خانہ کی الماری سے ایک دو کتابوں کا حوالہ دیکر
لانے کیلئے اشارہ کیا۔ شمائل ترمذی کے ایک صفحہ کا حوالہ دیا۔ ہر دو
مولانا صاحبان نے کچھ وقت ورق گردانی میں لگایا۔ جھٹ ان کے ہاتھ سے
کتاب لی لی۔ اور ورق مطلوبہ نکالکر مجھے حدیث شریف سنایا۔ جس سے
میرے سوال کا جواب ملا۔ اسی طرح اور بھی کئے موافقہ ہیں۔ جو کہ ان کی
صحت مندی یا بیماری کے وقت کے ہیں۔ کمال کی یادداشت رکھتے تھے
قرآن واحادیث کی میری رائے میں ان جیسا عالم وفاضل یہاں ریاست میں
ملنا محال ہی نہیں ہے۔ بلکہ ناممکن۔ جس خاندان کے وہ چشم و چراغ تھے

انہوں نے قریباً ایک صدی سے ریاست میں تعلیم قرآن وسنت پھیلائی ہے - چہ جائیکہ لداخ ہو - بھدرواہ ہو - دور ونزدیک ریاست کے علاقوں میں مولانا محمد انور والد عبد الغنی صاحب مرحوم نے پیادہ سفر کرکے مختلف صعوبتیں برداشت کرکے ریاست میں مسلک اہلحدیث کی بنیاد قائم کی ہے یہ تبلیغ محض للٰہی تھی - خلوص پر مبنی تھی - اسلئے پھلی اور پھولی - ہردو مرحومین نے بہت دینی کتابیں - نظم ونثر - اردو فارسی اور کشمیری زبانوں میں تالیف وتصنیف کئی ہیں - ایسا ذخیرہ موجود ہے - جس سے ایک مسلمان فلاح دارین حاصل کرسکتا ہے - بہت سے معترضان توحید و سنت کو دنداں شکن جواب بھی لکھ گئے ہیں - نازک سے نازک مسئلے طے کرکے مسلمانوں کے واقفیت کے لئے لکھ ڈالے ہیں - ایک مسئلہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں - نماز عصر کے وقت کیلئے ایک دفعہ مجھے خود صحیح بخاری شریف دیکھنا پڑا - وہاں اسکے متعلق سات احادیث شریف دیکھ لئے - مسئلہ کچھ نازک ہے - مولانا محمد انور مرحوم نے اس مسئلہ کو "تعلیم سنت" میں کئے چار پانچ اشعار میں واضح کیا ہوا ہے - جب میں نے یہ دیکھا کہ مولوی مرحوم اس نازک مسئلہ کو ہماری راہبری کے لئے قبل از پچاس سال واضح کرچکے ہیں تو مجھے کچھ حیرانی ہوئی - کہ ایسے مسئلے بھی وہ قبل از وقت حل کرچھوڑے ہیں - اسیطرح اور بھی بہت سے مسئلے ہیں - بہر حال میں ان کی تعارف کیسے کراؤں - خود مجھے ان کے ساتھ - ان کے خاندان کے ساتھ پندراں بیس سال سے

واقفیت ہے۔ ان کا سارا خاندان مبلّغ کی حیثیت سے کام کرتے آیا ہے اب اس خاندان کے دو روشن ضمیر مولوی عبدالقیوم صاحب۔ اور مولوی محمد بشیر صاحب اس فرض کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ خدا ان کو توفیق دے آمین۔

اس خاندان نے ایک خاص جماعت پیدا کی ہے۔ جنکو عرف عام میں "زالڈگری" کہتے ہیں۔ میں تو اتنا کہہ دیتا ہوں کہ "زالڈگری" کا مترادف حامل نصّ قرآن و احادیث صحیحہ رسول اللہؐ ہی تصوّر ہو سکتا ہے۔ اور وہی زالڈگری کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ویسے محلہ زالڈگر میں جامع مسجد شریف اہل حدیث کی بنیاد قائم ہوئی تھی جس وجہ سے "زالڈگری" سے نسبت ہے۔ اس حد تک میں نے کتاب ہذا اور مؤلف مرحوم کے متعلق کچھ تعارف اپنی معذور کے موافق کیا۔ مگر من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے مصداق میں نے ضرور ان سامعین۔ محبّین کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے اس کتاب کے شائع کرانے میں عمومی طور پر درمے، قدمے، قدرے امداد کی۔ اور خصوصًا حاجی محمد ڈار صاحب پینہ پورہ، بٹہ مالنہ اور رلسہ صاحب تانترے خانیار نے خاص رقموں سے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء نیک اور اور صحت و برکت عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ والسّلام۔

دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء
مطابق شوال المکرم سنہ ۱۳۸۹ھ

جی۔ ایم، مسعودی
ایڈوکیٹ۔ عالیکدل سرینگر

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا شبلیؒ نے جناب پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک لکھنے کا کام ہاتھ میں لیکر عجم کی مدح گوئی اور عباسیوں کی داستان نویسی کو آستانِ غیر میں مقیم ہونا بتایا تھا۔ تو انہوں نے یہ کہکر اللہ اور رسول کے تئیں اپنے پکے ایمان کا اعتراف کیا تھا۔ درصل دیندار علماء کا یہی شیوہ رہا ہے۔ کہ اُنکی تحریر وتقریر کا سارا زور قرآن وسنت کی اشاعت میں صرف ہو اور اس کام کیلئے اُن کا طریق کار خالص شرعی ہو۔ چنانچہ اس فرمان نبوی کے تحت من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من امر دینھا بعثہ اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ فی زمرۃ الفقہاء والعلماء مختلف عالموں نے مختلف زبانوں میں ذخیرۂ احادیث لفظی یا معنوی بنیادوں پر کم سے کم چالیس چالیس حدیثیں منتخب کرکے کتابی شکلوں میں چہل حدیث یا دوسرے ناموں سے پیش کیا ہے۔ چونکہ فرمانِ نبوی کو لوگوں تک پہنچانا بجای خود ایک دینی کام ہے اسلئے حدیث مذکور الصدر کی صحت پر اعتراض کئے بغیر علماءِ دین نے اس قسم کے رسائل تالیف کرکے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ رسالۂ اربعین کی تالیف کا سبب بھی یہی شوق ثواب ہے۔ رسالۂ مؤلف مرحوم مولانا ابو البشیر عبد الغنی شوپیانی مسلمانانِ کشمیر کے یہاں محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ نے زبان وقلم سے کتاب وسنت کی ترویج واشاعت پر عمر بھر کام کرکے بیسوں مذہبی کتابیں بطور یادگار چھوڑی ہیں۔ تصنیف وتالیف کا شوق آپکی رگ رگ میں اسقدر سرایت کرگیا تھا کہ زندگی کے آخری دنوں میں بھی جب آپکا دایاں دھڑ فالج سے بیکار ہو چکا تھا۔ آپ تصنیف وتالیف کے شوق سے باز نہ رہے اور بزبانِ حال کہہ رہے تھے ؎

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

ٹھیک اسی حالت میں جبکہ آپ کا دایاں ہاتھ قریب قریب بے جان ہو چکا تھا۔ آپ نے عمر بھر کی عادت کے خلاف بائیں ہاتھ سے کام لیکر اپنے دیرینہ شوق کو پورا کرتے ہوئے رسالہ اربعین لکھا۔ تاکہ زندگی کے یہ آخری ایام بھی اسی دشتِ سیاحی میں گزر جائیں۔ جسمیں کم و بیش زندگی کی پچاس بہاریں گزر چکی تھیں۔ تالیف رسالہ کے وقت تدوین آیات و احادیث کا اصول یہی رہا ہے کہ یہ دیکھا جائے آیات اور احادیث میں ایک سے لیکر دس تک کے اعداد زیادہ سے زیادہ کتنی بار استعمال ہوئے ہیں۔ اسلئے رسالہ دس فصلوں پر مشتمل ہوا ہے۔ پہلی فصل میں اس قسم کی دس آیتیں اور حدیثیں شامل کی گئی ہیں۔ جن میں ایک کا عدد استعمال ہوا ہے۔ دوسری فصل میں بھی اس قسم کی دس آیتیں اور حدیثیں شامل ہیں جن میں دو کا عدد استعمال ہوا ہے۔ اسیطرح دسویں فصل تک یہی التزام رہا ہے۔ اسکے علاوہ مصنف نے عام عادت کے خلاف آیات و احادیث کو ایک ہی رنگ میں پیش کرکے اپنے اس اعتقاد کا اظہار کیا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کا تعلق آپسمیں بحیثیت لازم و ملزوم کے ہے *

راقم:۔

عبدالحمید شوپیانی عفی عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على افضل الانبياء و المرسلين وعلى اله واصحابه الذين تعلّموا منه كلمة الدين حتى وصلوا على حق اليقين (امّا بعد)

اعتمادى على ما ورد :-

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال بلّغوا عنى ولو اية الحديث (اخرجه البخارى)

وعلى قوله صلى الله عليه واله واصحابه وسلم فى الاحاديث الصحيحة ليبلغ الشاهد منكم الغائب۔

وعلى قوله صلى الله عليه واله واصحابه وسلم نضر الله عبدا سمع مقالتى فحفظها ووعاها واداها رواه الشافعىؒ و البيهقى فى المدخل واحمد والترمذى وابوداؤد وابن ماجة عن ابن مسعود والدارمى عن زيد بن ثابت فى لفظ نضر الله امرءا سمع منا شيئا فبلغه كما سمعه فرب مبلغ اوعى له من سامع رواه الترمذى وابن ماجة عن ابن مسعود والدارمى عن ابى الدرداء رضى الله عنهم +

العبد الراجى رحمة ربه البارى صديق بن حسن بن على القنوجى البخارى رحمة الله عليهم

وانا الحقير عبد الغنى الشوبيانى الكشميرى

الفصل الاول فی الاواحد

پہلا فصل ایک چیز میں

القرآن

(۱) قال اللہ تبارک وتعالیٰ - واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر
علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من
بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذی
هو ادنی بالذی هو خیر اهبطوا مصرا فان لکم ما سالتم وضربت
علیهم الذلة والمسکنة وباءو بغضب من اللہ ط ذلک بانهم کانوا
یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ط ذلک بما
عصوا وکانوا یعتدون + الٓم ۱ سورۃ البقرۃ

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم نہ ٹھہرینگے ایک کھانے پر سو پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ نکالدے ہمکو جو اگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز - بولا کیا تم چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے - اترو کسی شہر میں تو تمکو ملے جو مانگتے ہو اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا - یہ اسپر کہ وہ تھے نہ مانتے حکم اللہ کے اور خون کرتے نبیوں کا ناحق - یہ اس سے کہ بےحکم تھے اور حد پر نہ رہتے تھے -

(ف) من وسلویٰ کے عوض ان لوگوں نے گیہوں اور مسور اور پیاز وغیرہ مانگی - پس یہ ذلت اور محنت ڈالی گئی کہ کھیتی کیا کریں تب یہ چیزیں حاصل

ہوں۔ (موضح القرآن) اور مشکوٰۃ میں حضرت ابو امامہ سے روایت ہے

ورأی سکۃ شیئا من الۃ الحرث فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقول لا یدخل ھذا بیت قوم الا ادخلہ الذل۔

یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھیتی کے اوزار داخل

ہوتے ہیں اس گھر میں مسکینی داخل ہوتی ہے۔ یعنے کھیتی والے اکثر مفلسی اور

تنگی میں مبتلا رہتے ہیں۔ (احسن الفوائد)

(۲) کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین

ومنذرین وانزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما

اختلفوا فیہ ط وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما

جاءتھم البینت بغیا بینھم ج فھدی اللہ الذین اٰمنوا لما اختلفوا

فیہ من الحق باذنہ ط واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

سیقول - البقرہ

ہے لوگوں کا دین ایک پھر بھیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سنانے اور اتاری انکے

ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اور کتاب میں

جھگڑا ڈالا نہیں مگر انہوں نے جن کو ملی تھی۔ بعد اسکے کہ ان کو پہنچ چکے صاف حکم

آپس کی ضد سے پھر اب راہ دی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات کی جسمیں

وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ چلاوے جس کو چاہے سیدھی راہ۔

(ف) یعنی اللہ نے کتابیں اور نبی متعدّد بھیجے اسواسطے نہیں کہ ہر فرقے

کہ جُدی راہ فرمائی اللہ کے یہاں سے سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے جس وقت اس راہ سے کسی طرف چلے اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا کہ سمجھاوے اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جاویں پھر کتاب والے کتاب میں چلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی۔ سب نبی اور سب کتابیں اُسی ایک راہ کے قائم کرنے کو آئی ہیں۔ اُس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بے شمار جب ایک پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اسکے موافق فرمایا۔ جب دوسرا مرض پیدا ہوا دوسری دوا اور پرہیز اسکے موافق فرمایا اب آخر کی کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ ہر مرض سے بچاؤ ہے۔ یہ سب کے بدلے کفایت ہوئی

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا + الجزء ۴ ۔ النساء

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے اور اُسی سے بنایا اُس کا جوڑا اور بکھیرے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو آپسمیں (خبردار رہو ناتوں سے اللہ ہے تم پر مطلع۔

(ف) یعنے ایک آدم سے حوّا بنائی پھر ان سے سارے لوگ اور خبردار رہو ناتوں سے یعنے بدسلوکی مت کرو آپس میں۔ (موضح القرآن)

(۴) وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیہ

من الکتب ومھیمنا علیه فاحکم بینھم بما انزل الله ولا تتبع اھوآءھم عما جآءك من الحق لکل جعلنا منکم شرعة ومنھاجا ولو شآء الله لجعلکم امة واحدة ولکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم فاستبقوا الخیرات ط الی الله مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون + الجزء ۶ - المآئدة

تجھپر اتاردی ہم نے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابوں اور سب پر شامل سو تو حکم کر ان میں جو اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر حق راہ جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم میں دیا ہم نے ایک دستور اور راہ اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو ایک دین پر کرتا لیکن تمکو آزمایا جائے اپنے دئے حکم میں سو تم بڑھکر لو خوبیاں اللہ کے پاس تم سب کو پہنچنا ہے پھر جتاویگا جس بات میں تمکو اختلاف تھا۔

(ف) اللہ پاک نے بعد ذکر توریت اور انجیل کے اس آیت پاک میں ذکر قرآن عظیم کا کیا۔ جس کو اپنے عبد مقبول رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا ہے۔ حق سے مراد صدق ہے۔ یعنی یہ کتاب سچی پکی ہے۔ اسمیں شک وشبہ نہیں ہے۔ بالیقین اللہ تعالیٰ نے اسکو بھیجا ہے۔ وہ کتب متقدمہ منزلہ کی تصدیق کرتی ہے۔ ان کتب میں ذکر ومدح قرآن شریف کی تھی یہ لکھا تھا کہ وہ کتاب عنقریب محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترنے والی ہے۔ سو جیسی خبر تھی ویسی ہی اتری جو لوگ بصیرت والے منقاد حکم خدا تابع شرائع خدا مصدق رسل اللہ ہیں انکے

نزدیک سچائی اس کتاب کی زیادہ ہو گئی۔ کما قال تعالیٰ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان ویقولون سبحن ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ یعنے جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے زبان رسل متقدمین پر بابت رونق بخشی و مقدمِ خیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھا وہ لامحالہ ولابد وقوع میں آیا۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان)

(۵) وقال یبنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ ط وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ۃ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت ج وعلیہ فلیتوکل المتوکلون۔ ولما دخلوا من حیث امرھم ابوھم ۃ ما کان یغنی عنھم من اللہ من شیء الا حاجۃ فی نفس یعقوب قضھا ط وانہ لذو علم لما علمنہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون + اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہو جیو ایک دروازے سے اور پیٹھو کئی دروازوں سے جُدا جُدا اور نہیں بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھکو بھروسہ ہے اور اسی پر بھروسہ چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو۔ اور جب داخل ہوئے جہاں سے کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی چیز سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے دل میں سو کر چکا اور وہ تو خبردار تھا ہمارے سکھانے سے لیکن بہت لوگ خبر نہیں رکھتے۔

(ف) یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا ہے پھر بھروسہ اللہ پر کیا۔ ٹوک لگنی غلط نہیں

اور اس کا بچاؤ کرنا روا۔ یعنے جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ لگی لیکن نقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی سو جنکو علم ہے انکو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں۔ اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہو۔ موضح القرآن

الحدیث

(۱) عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما یروی عن الله تبارك وتعالی انه قال یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا یا عبادی کلکم ضال الا من هدیته فاستهدونی اهدکم یا عبادی کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم یا عبادی انکم تخطؤن باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جمیعا فاستغفرونی اغفر لکم یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی یا عبادی لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلك فی ملکی شیئا۔ یا عبادی لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلك من ملکی شیئا۔ یا عبادی لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحد

فسألونی فاعطیت کل انسان مسئلته ما نقص ذلک مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر۔ یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا علیکم ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسه رواہ مسلم ورواہ احمد والترمذی وابن ماجة ۔

روایت ہے ابوذر سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ان حدیثوں کے روایت کرتے تھے خدای بلند و با برکت سے یہ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے میرے بندو تحقیق میں نے حرام کیا ظلم اپنے اوپر اور کیا میں نے اسکو درمیان تمہارے حرام پس نہ ظلم کرو آپس میں ۔ اے بندو میرے سب تم گمراہ ہو مگر میں جس کو ہدایت کروں پس ہدایت چاہو مجھ سے ہدایت کروںگا میں تمکو ۔ اے بندو میرے سب تم بھوکے ہو مگر جسکو کھلاؤں میں اسکو پس مانگو کھانا مجھ سے کھلاؤنگا میں تمکو ۔ اے بندو میرے سب تم ہو ننگے مگر جسکو پہننے کو دیا میں نے پس مانگو مجھ سے لباس پہناؤں گا میں تمکو ۔ اے بندو میرے تحقیق تم خطا کرتے ہو رات اور دن اور بخشتا ہوں میں گناہ سب پس بخشش مانگو مجھ سے بخشونگا میں تمکو ۔ اے بندو میرے تحقیق تم ہرگز نہ پہنچو گے میرے ضرر کو تاکہ ضرر پہنچا سکو مجھکو ۔ اور ہرگز نہ پہنچو گے نفع میرے کو تاکہ نفع پہنچا سکو مجھکو ۔ اے بندو میرے اگر تحقیق اگلے تمہاری اور پچھلے تمہاری اور آدمی تمہاری اور جن تمہاری سب ملکر ہوں اوپر بہت پرہیزگار دل ایک شخص کے تم میں سے

نہ زیادہ کرے یہ میرے ملک میں کچھ۔ اے بندو میرے اگر تحقیق اگلے تمہاری اور پچھلے تمہاری اور آدمی تمہاری اور جن تمہاری سب ہوں اوپر بدترین دل ایک شخص کے تم میں سے تو نہ ناقص کرے میرے ملک میں سے کسی چیز کو۔ اے بندو میرے اگر اگلے تمہاری اور پچھلے تمہاری اور آدمی تمہاری اور جن تمہاری کھڑے ہوں ایک مقام میں پھر مانگیں مجھ سے پھر دوں میں ہر آدمی کو موافق مانگنے اسکے کے نہ گھٹاوی وہ دینا اس چیز سے کہ نزدیک میرے ہے مگر جیسے گھٹاتا ہے سوئی جو وقت کہ ڈالی جاوے دریائے شور میں۔ اے بندو میرے سوائے اسکے نہیں کہ اعمال تمہاری یاد رکھتا ہوں اور لکھتا ہوں تم پر پھر پورا دونگا میں تمکو بدلہ ان کا پس جو شخص کہ پاوے بھلائی پس چاہئے کہ تعریف کرے اللہ کی اور جو پاوی سوائے بھلائی کے پس نہ ملامت کرے مگر نفس اپنے کو نقل کی یہ مسلم نے۔ اور روایت کی اسکی احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

(ف) مگر جیسے گھٹاتی ہے سوئی الخ یعنے ایسے عطا سے بھی میری قدرت کے خزانے میں کمی نہیں پڑتی۔ قرآن میں آیۃ الکرسی اور احادیث میں یہ حدیث خداوند عالیجاہ بے پروا کی عظمت اور دبدبہ کے بیان میں بے مثل ہے۔ اس حدیث میں تمام بندوں کی محتاجی اور عاجزی اور خدا کی شوکت اور شہنشاہی اور بے پرواہی اور کریمی اور عدالت کا بیان ہے۔ یعنے بدون میرے الخ تمہارا کوئی کام نہیں چل سکتا نہ دنیا میں راہ پانی اور طعام اور لباس تمکو مل سکتا ہے۔ نہ آخرت میں گناہوں کی مغفرت بدون میرے ہو سکتی ہے تو تمکو میرے آگے گڑگڑانا

اور دعا کرنا ہر حال میں لازم ہوا اور تیری بے پرواہی کا تو یہ حال ہے کہ اگر تم سب کے سب پیغمبر کے برابر متقی ہو جاؤ تو اسپر میری سلطنت کی کچھ رونق موقوف نہیں اور اگر تمام جہان ابوجہل اور فرعون کے برابر ہو جاوے تو میرا کچھ نقصان نہیں پھر اپنی عطاء بے حساب کی مثال دی کہ اگر تمام جہان کے طرح طرح کے سوال پورے کیجئے تو بھی یہاں کچھ کمی کا حرف نہیں پھر اپنی عدالت بیان فرمائی کہ آخرت کا ثواب اور عذاب کا سبب اعمال ہیں۔ ہماری طرف سے کچھ ظلم نہیں۔

الرحمۃ المہداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوٰۃ

(۲) وعن ابیھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منھما ادخلتہ النار وفی روایۃ قذفتہ فی النار رواہ مسلم + اور روایت ہے ابیھریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالی بزرگی ذاتی چادر میری ہے۔ یعنے بمنزلۂ چادر کے ہے نزدیک تمہارے اور بزرگی صفاتی تہبند میرا ہے یعنے بمنزلۂ تہبند کے ہے نزدیک تمہارے پس جو شخص کہ چھینے مجھ سے ایک کو ان دونوں میں سے یعنے تکبر کرے باعتبار ذات کے یا صفات کے اور چاہے ایک طرح کی شرکت کرنی ساتھ میرے بیچ ذات اور صفات میری کے تو داخل کرونگا میں اسکو آگ میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھینکونگا میں اسکو دوزخ میں یعنے اس عبارت میں حقارت ہے کہ پھینکونگا جیسے کہ ڈھیلے کو پھینک دیتے ہیں

ازراہ بے پروائی اور بے اعتباری کے نقل کی یہ مسلم نے۔

(ف)، یہ ایک مثال ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے بیان کی ہے واسطے پکا ہونے اپنے کے صفت کبریا اور عظمت میں یعنے دونوں صفتیں خاص میری ہی ذات کیلئے ہیں کہ کسی کو مجال شرکت کی اسمیں اور متصف ہونا ساتھ انکے درست نہیں۔

بزرگی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(ف)، تو بزرگی اور عظمت میں کوئی میرا ساجھی نہیں ہوسکتا۔ جیسے لباس میں کوئی شریک نہیں ہوتا۔ (لغات الحدیث جلد دوم)

(۳)، وعن انس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم و یکثر الجھل ویکثر الزنا ویکثر شرب الخمر ویقل الرجال ویکثر النساء حتی یکون لخمسین امرءۃ القیم الواحد وفی روایۃ یقل العلم ویظھر الجھل (متفق علیہ)۔

اور روایت ہے انس سے رضی اللہ عنہ کہ کہا اس نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق نشانیوں قیامت کی سے یہ ہے کہ اٹھایا جاویگا علم (ف)، یعنے بسبب اٹھ جانے علماء کے یا بسبب کم رتبہ ہونے انکے کے نزدیک امراء کے۔ ت۔ اور بہت ہوگا جہل (ف)، یعنے بسبب غلبہ نادانوں کے ت اور بہت ہوگا زنا (ف)، یعنے بسبب کمی حیا کے ت اور بہت ہوگا پینا شراب کا (ف)، پھر بہت شراب خوری باعث ہوگی بہت سے فسادوں کی بیج

بلاد وعباد ت اور کم ہونگے مرد (ف) کہ جن سے انتظام عالم ہے۔ ت اور بہت ہونگی عورتیں (ف)، کہ جن سے نہیں سرانجام پاتے ہیں امور ضروری بلکہ ہونا اُن کا باعث ہوتا ہے کثرت غم وہم کا اور حاصل کرنے دینار و درہم کا۔ ت یہانتک کہ ہوگا واسطے پچاس عورتوں کے ایک خبر گیری کرنے والا (ف)، یہ مراد نہیں کہ پچاس عورتیں بیویاں ایک مرد کی ہونگی۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ مائیں اور دادیاں اور بہنیں اور پھوپیاں اور خالائیں اور بیبیاں وغیرہ اتنی متعلق ایک مرد کے ہونگی۔ یہ خبر گیراں ان کا ہوگا۔ ت اور ایک روایت میں بجائے یرفع ویکثر الجھل کے عبارت آئی ہے کہ کم ہوگا علم اور پیدا ہوگا جہل۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۴) وعن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ (رواہ مسلم)

اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے رضی اللہ عنہ کہا فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہیں مانند اعضا ایک شخص کے ہیں اسلئے کہ وہ ایک دین پر ہیں۔ اگر دُکھتی ہے آنکھ اسکی دکھتا ہے یعنی بے چین ہوتا ہے سارا بدن اُس کا اور اگر دکھتا ہے سر اُسکا دکھتا ہے سارا بدن اُس کا نقل کی یہ مسلم نے۔

(ف) یعنے جیسے کہ وقتِ دُکھنے بعضے عضو کے تمام بدن کو تکلیف ہوتی ہے۔

ایسے ہی مومنوں کو ایک تن ہونا چاہئے کہ جب ایک کو ان میں سے مصیبت پہنچے تو لایق ہے یہ کہ سب اس کے رنج میں شریک ہوں اور قصد کریں اس کی مصیبت کے دفع کرنیکا۔ ایسکا ترجمہ شیخ سعدی نے کیا ہے:۔

بنی آدم اعضائے یکدیگرند   کہ در آفرینش زیک جوہرند
چو عضوے بدرد آورد روزگار   دگر عضوہا را نماند قرار

(مظاہر حق جلد چہارم کتاب الآداب)

(۵) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کتب الحسنات والسیئات فمن ھم بحسنۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ عشر حسنات الیٰ الی سبعمائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ ومن ھم بسیئۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ھو ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ لہ سیئۃ واحدۃ (متفق علیہ)

اور روایت ہے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نے لکھیں نیکیاں اور برائیاں پس جو شخص قصد کرے نیکی کا پھر نہ کرے نیکی لکھتا ہے اسکو اللہ تعالی واسطے کرنیوالے کے نزدیک اپنی ایک نیکی پوری پھر اگر قصد کرے نیکی اور کرے اسکو لکھتا ہے اسکو اللہ واسطے اسکے نزدیک اپنے دس نیکیاں سات سو چند تک بلکہ زیادہ اس سے بہت

اور جس نے قصد کیا برائی کا پھر نہ کی برائی لکھتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے نزدیک اپنے ایک نیکی پوری پس اگر قصد کیا برائی کا پھر کی برائی لکھتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اسکے ایک برائی۔ نقل کیا یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) ایک نیکی پوری سبحان اللہ کیا اسکی رحمت اپنے بندوں پر بیجاب ہے۔ بدکام کے قصد کو نہ لکھادے اور نیک کام کے قصد کو بدون کئے لکھا ہے اور بدی کو ایک ہی رکھی اور نیکی دس گنا کر ڈالے۔ لیکن اسکو دریافت کیا چاہئے کہ بدی کا قصد البتہ نہیں لکھا جاتا۔ لیکن اگر بدی کے قصد پر عزم مصمم ہو گیا۔ یعنے اس کا کرنا بے تردد خوب سا دل میں ٹھن گیا تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعد عزم مصمم ہو نیکے اس بدکام کو خوف الٰہی سے عمل میں نہ لایا اور اس پر شرمندہ ہوا تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اسواسطے کہ اس نے خدا کے واسطے اپنی خواہش نفسانی کو مارا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بدی کا عزم مصمم سوائے خوف الٰہی کے اور کسی اور سبب سے ظاہر نہ ہونے پایا تو بیشک ایک گناہ لکھا جاویگا۔ جیسے کسی نے رات کو اپنے دل میں یہ عزم مصمم کیا کہ میں کل فلانی کو قتل کرونگا یا فلانی عورت سے حرام کرونگا اور اسی رات کو وہ مرگیا۔ یا وہ عورت مرگئی تو اسپر قصد قتل اور حرام کا گناہ ثابت ہوا۔ (الرحمۃ المهداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوٰۃ الربع الثانی)

الفصل الثانی فی الاثنین

دوسرا فصل دو چیزوں میں

القرآن

(۱) الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه وایده بجنود لم تروھا وجعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة الله ھی العلیا والله عزیز حکیم۔ (الجزء ۱۰۔ التوبة)

اگر تم نہ مدد دو گی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اسکی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اسکو نکالا کافروں نے دو جان سے جب دونوں تھے غار میں جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو نہ غم کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر اور مدد کو اسکی بھیجیں وہ فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

(ف) ایک روز حضرت خلاف عادت ٹھیک دوپہر کو حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجکو ہجرت کا حکم ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا مجکو بھی ساتھ لیجئے۔ آپنے فرمایا اچھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس دو اونٹیاں ہیں ایک آپ رکھئے۔ آپ نے فرمایا قیمت سے میں لے لونگا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر اور آنحضرت جبل ثور کے غار میں جاکر تین راتیں رہے۔ اور حضرت ابوبکر کا ایک غلام عامر بن فہیرہ اسی جنگل میں بکریاں چراتا تھا۔ وہ اندھیرے کے وقت کچھ بکریوں کا دودھ لاکر آنحضرت اور ابوبکر صدیق کو پلا جاتا تھا۔ پھر ابوبکر صدیق نے مدینہ تک ایک شخص کو راہ بر مقرر کیا۔ وہ دونوں اونٹیاں لیکر

پہنچو تھے روز غار پر آیا۔ آنحضرت اور حضرت ابوبکر صدیق اونٹیوں پر سوار ہوئے۔ اور عامر بن فہیرہ راہ پر پیدل ساتھ ہوئے۔ اور دریا کے کنارہ کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ جس رات کو پہلے پہل مکہ سے نکلکر غار میں رہے۔ اس صبح کو کفار مکہ نے آپ کی تلاش میں آپ کا پیچھا بھی کیا۔ یہانتک کہ جب غار کے قریب یہ لوگ آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ان کفاروں کے قدم غار میں نظر آئے تو حضرت ابوبکر صدیق کو بڑا اندیشہ ہوا۔ لیکن آنحضرت نے حضرت ابوبکر صدیق کی تسکین کی اور فرمایا اندیشہ کی کوئی بات نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا منکر قرآن کا منکر اور کافر ہے اور صحابہ کا منکر بدعتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو جب حضرت ابوبکر صدیق کے ذکر آیا کرتا تھا۔ تو حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ان کی ایک غار کی رات پر اور زکوۃ کے منکر دین سے جو انہوں نے جہاد کیا ہے ان دنوں میں سے ایک دن پر عمر کی ساری عمر کی عبادت تصدق ہے۔ غار سے روانہ ہونے بعد کفار مکہ نے آنحضرت یا حضرت ابوبکر صدیق کے مارنے یا پکڑ لانیوالے کا انعام سو سو اونٹ قرار دیا تھا۔ اس لالچ سے ایک شخص سراقہ بن جعشم نے گھوڑے پر چڑھکر پیچھا کیا۔ اور جب آپ کے قریب پہنچا تو اس کا آدھا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ مگر جب اس نے پکار کر امان آنحضرت سے مانگی تو اس کا گھوڑا نکلا اور وہ خالی شرمندہ ہوکر واپس آیا۔ مدینہ پہنچکر پہلے آپ بنی عمرو بن عوف میں

دس روز کے قریب رہے اور مسجد قبا بنائی۔ اور پھر مدینہ کے اندر اونٹنی پر تشریف لے گئے۔ اب جہاں مسجد نبوی ہے یہاں آکر اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہی مقام کی جگہ ہے۔ پھر جگہ خرید کر وہاں مسجد نبوی بنائی۔

(ابن کثیر و خازن و احسن الفوائد)

(۲) حتی اذا جآء امرنا و فار التنور قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین و اھلک الا من سبق علیہ القول و من اٰمن وما اٰمن معہ الا قلیل۔ (الجزء ۱۲۔ ھود)

یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے کہا ہم نے لادے ہمیں ہر قسم سے جوڑا دوہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس پر پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور ایمان نہ لائے تھے اسکے ساتھ مگر تھوڑے۔

(ف) ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جس کی نسل رہنی مقدر تھی۔ اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اسکی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بتا رکھا تھا کہ جب اس تنور سے پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ (موضح القرآن)

(۳) وھو الذی مد الارض وجعل فیھا رواسی و انھارا و من کل الثمرات جعل فیھا زوجین اثنین یغشی اللیل النھار ط ان فی ذٰلک لاٰیت لقوم یتفکرون۔ (الجزء ۱۳۔ الرعد)

اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اُسمیں بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اسمیں جوڑے دوہرے ڈھانکتا ہے دن پر رات اس میں نشانیاں ہیں ان کو جو دھیان کرتے۔

(ف) ہر میوے کے جوڑے یعنی ایک قسم کامل اور ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اُجالا رنگا رنگ چیزیں بنائی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔ (موضح القرآن)

اللہ تعالیٰ نے بعد ذکر عالم علوی ذکر اپنی قدرت وحکمت و احکام کا عالم سفلی میں کیا اور فرمایا کہ ہم نے زمین کو پھیلایا وسیع کیا۔ طول وعرض دراز بخشا۔ اور اس میں پہاڑوں کے بوجھ رکھے۔ بڑے اونچے پہاڑ اور نہریں اور ندیں اور چشمے بہائے۔ تاکہ زمین کے پہلوؤں کو پانی پہنچے۔ یہ پھل ومیوے طرح طرح کے رنگ وشکل ومزے وبوئیں ہوتی ہیں۔ ہر شکل کے دو صنف رات دن کو دیکھو کہ ہر ایک ان میں کا دوسری کو سرعت کے ساتھ طلب کرتا ہے۔ جہاں ایک گیا۔ جھٹ دوسرا آیا۔ ایک منقضی ہوا۔ دوسرا آموجود ہوا۔ زمان میں تصرف اسکا جاری ہے جسطرح کہ مکان وسکان میں ساری ہے جو لوگ کہ اللہ کے آلاء وحکم و دلائل میں فکر کرتے ہیں ان کے لئے ان امور میں نشانیاں ہیں قدرت وتوحید خالص کی۔ زمین کو دیکھو کہ بعضاً ٹکڑا اس کا بعض کا ہمسایہ ہے۔ مثلاً ایک کھیت پاکیزہ ہے اس میں لوگوں کے نفع کی چیزیں اگتی ہیں دوسرا ٹکڑا شور ہے اسمیں کچھ پیداوار نہیں ہوتی۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان)

(۴) وقال اللہ لا تتخذوا الٰھین اثنین انما ھو الٰہ واحد فایای فارھبون۔ (الجزء ۱۴۔ النحل)

کہا ہے اللہ نے نہ پکڑو معبود دو وہ معبود ایک ہے سو مجھ سے ڈرو۔

(ف) اللہ پاک نے خبر دی کہ سوا اللہ کے کوئی لائق عبادت کی نہیں ہے اور نہ کسی کی عبادت سوا اسکے کرنا چاہئیے وحدہ لاشریک لہ۔ وہی ہر چیز کا خالق و مالک و رب ہے اور ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔ اور فتح البیان میں کہا ہے۔ اللہ نے منع کیا ہے دو خدا مقرر کرنے سے پھر یہ بات ثابت کیا کہ الہیت منحصر ہے ایک الٰہ واحد میں جس کا نام اللہ ہے پھر فرمایا کہ مجھے سے ڈرتے رہو نہ میرے غیر سے نہ ترکیب مفید حصر ہے کیونکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی ملک و خلق و عبید ہے اور اُسی کیلئے ہے دین ثابت واجب دائم جس کو زوال نہیں ہے۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان)

(۵) واضرب لھم مثلا اصحب القریۃ اذ جآءھا المرسلون اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون + (الجزء ۲۲۔ یٰس)

اور بیان کر انکے واسطے ایک کہاوت اس گاؤں کے لوگوں کی جب آئے اس میں بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو تو ان کو جھٹلایا پھر ہمنے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے۔

(ف) حافظ ابن کثیر نے صحیح تفسیر یہی قرار دی ہے کہ توریت کے نازل

ہونے سے پہلے کا کسی شہر کے تین نبیوں کا یہ قصہ ہے۔ جن نبیوں اور شہر کے نام کی صراحت نہ آیت میں ہے نہ کسی صحیح حدیث میں۔ (احسن الفوائد) لیکن تفسیر آیت اس تعیین پر موقوف نہیں۔ لہذا ابہام ہی اسلم ہے معجزنما حمائل۔

الحدیث

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرك باللہ شیئا دخل النار ومن مات لا یشرك شیئا دخل الجنۃ (رواہ مسلم)

روایت ہے جابر سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں واجب کرتی ہیں جنت اور نار کو۔ کہا ایک شخص نے اے پیغمبر خدا کے کیا چیزیں واجب کرتی ہیں جنت اور نار کو فرمایا جو کہ مرے شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا آگ میں اور جو مرے نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا بہشت میں۔ روایت کیا یہ مسلم نے۔

(۲) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا علی اثنین رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ آناء اللیل وآناء النھار ورجل آتاہ مالا فھو ینفق منہ آناء اللیل وآناء النھار (متفق علیہ)

اور روایت ہے ابن عمر سے رضی اللہ عنہما کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے نہیں رشک مگر اوپر دو شخصوں کے ایک وہ شخص کہ دیا اسکو اللہ نے قرآن پس وہ شخص قیام کرتا ہے ساتھ اسکے اوقات رات کے ہیں اور اوقات دن کے ہیں اور دوسرا وہ شخص کہ دیا اسکو اللہ نے مال پس وہ خرچ کرتا ہے مال ہیں سے اوقات رات کے ہیں اور اوقات دن کے ہیں۔ متفق علیہ۔

(ف) رشک یہ ہے کہ دوسرے کا بھلا نہ دیکھ سکے اور چاہے کہ جاتا رہے یہ نہایت حرام ہے اور اکثر خلق اسی رنج و بلا میں گرفتار ہے۔ گویا حسد کرنے والا خدا سے غصے ہوتا ہے کہ کیوں اسکو دیا مجھکو نہ دیا۔ لیکن کسی دیندار کو دیکھ کر آرزو کرنا کہ خدا ہمکو بھی ایسا کرے درست ہے یہ حسد نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں اور حدیث میں حسد سے یہی غبطہ مراد ہے۔ (الرحمۃ المہداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوۃ)

(۳) وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یھرم ابن آدم ویشب منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر (متفق علیہ)۔

اور روایت ہے انس سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان و قوی ہوتی ہیں اس میں دو چیزیں حرص مال پر یعنے اسکے جمع کرنے پر اور حرص درازگی عمر پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) ہرچند کہ آدمی بوڑھا ہو دو صفتیں اس سے شکستہ اور سست نہیں ہوتیں اسلئے کہ آدمی مجبول ہے اوپر حب شہوات کے اور شہوات بغیر مال اور عمر کے ہاتھ نہیں آتی اور سبب قوی ہونے ان کے کا بسبب ضعف بدن کے ہے کہ اس میں

شہوت تو قائم ہے اور قوت عقلیہ کہ قوت شہوت کو زبون رکھے ضعیف ہوگئی وہ دفع اسکو نہیں کر سکتی ہے بیخ ہائے خوی بد محکم شدہ + قوت بر کندن آں کم شدہ + (مظاہر حق جلد چہارم)

(۴) وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم ثلاثۃ فلا یتناجی اثنان دون الاخر حتی تختلطوا بالناس من اجل ان یحزنہ + متفق علیہ

اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو تم تین شخص پس سرگوشی نکریں دو شخص آپس میں بے سائے شخص دوسرے کے کہ تیسرا ہے یہانتک کہ ملو تم ساتھ لوگوں کے یعنے بعد ملنے لوگوں کے اور کثرت اجتماع کے اگر سرگوشی دو کریں تو مضایقہ نہیں پس اگر چار شخص مصاحب ہوں اور دو شخص آپس میں سرگوشی کریں تو روا ہے یہ منع سرگوشی کرنی دو شخصوں کی سے وقت مصاحبت تین شخصوں کے بسبب غمگین کرنے اس فعل کے ہے اس تیسرے کو نقل کیا یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) لفظ یحزن ساتھ زبر یا اور پیش زا کے اور ایک لغت میں ساتھ پیش یا اور زبر زا کے ہے اور دونوں لغت فصیح ہیں حزنہ واحزنہ اندوہگیں کرد اور روایت اول مشہور تر ہے وسبب غمگین ہونیکا یہ ہے کہ اسکو خیال جاویگا کہ شاید میری ہلاکت اور بد اندیشی کا مشورہ کرتے ہوں۔ کہا نووی نے کہ نہی سرگوشی کرنی دو کی سے روبرو تیسرے کے اور اسیطرح نہی سرگوشی کرنی تین

اور زیادہ تین کی سے روبرو ایک کے نہی تحریمی ہے پس حرام ہے جماعت پر سرگوشی کرنی یا ایک کو چھوڑ کر مگر باذن اسکے کے نہ مذہب ابن عمر اور مالک اور اصحاب ہمارے کا یعنے شافعیہ اور جمہور علماء کا ہے۔ یہ عام ہے ہر زمانہ میں سفر میں ہو حضر میں۔ (مظاہر حق جلد رابع)

(۵) وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت وفقه فی الدین (رواه الترمذی)

اور روایت ہے ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصلتیں ہیں۔ نہیں جمع ہوتیں بیچ منافق کے ایک تو خلق نیک اور دوسری سمجھ بیچ دین کے روایت کی یہ ترمذی نے۔

(ف) اس حدیث میں رغبت دلائی اسپر کہ آدمی کو چاہئے کہ دو صفتیں اپنے میں حاصل کرے۔ اور کہا توربشتی نے کہ حقیقت فقہ فی الدین یہ ہے کہ دل میں سمجھ دین کی واقع ہو پھر زبان پر جاری ہو اور بموجب اسکے عمل کرے اور حاصل ہو اسکے سبب سے خوف خدا اور تقویٰ۔ (مظاہر حق جلد ۱)

الفصلُ الثّالث فی الثلاثة

تیسرا فصل تین چیزوں میں

القرآن

(۱) قال رب اجعل لی اٰیة ط قال اٰیتك الا تكلم

الناس ثلٰثة ایام الا رمزا ؕ واذکر ربك کثیرا وسبح بالعشی والابکار۔ (الجزء ۳۔ آل عمران)

بولا اے رب مجھکو دے کچھ نشانی۔ کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور صبح (ف) پھر جب حضرت یحییٰ ماں کے پیٹ میں پڑے تو حضرت زکریا کو تین روز یہی حالت رہی کہ آدمی سے کلام نہ کر سکتے۔ اسوقت انکی عمر ایک کم سو برس تھی اور ان کی عورت کی عمر دو کم سو برس کی اور انہیں دنوں میں حضرت مریم کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ (موضح القرآن)

(۲) یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق ؕ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمته ج القٰها الی مریم وروح منه ز فامنوا باللہ ورسله ولا تقولوا ثلثة ؕ انتھوا خیرا لکم ؕ انما اللہ اله واحد ؕ سبحنه ان یکون له ولد م له ما فی السموت وما فی الارض ؕ وکفی باللہ وکیلا + (الجزء ٦۔ النساء)

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق۔ مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول اللہ کا اور اس کا کلام ہے جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکی یہاں کی سو مانو اللہ اور اسکے رسولوں کو اور مت بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑ دو کہ بھلا ہو

تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہیں اسکی اولاد ہو۔ اُسی کا ہے
جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اللہ بس ہے کام کو بنانے والا۔
(ف) یہ خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جگہ بناتے ہیں باپ اور بیٹا
اور روح القدس فرمایا دین کی بات میں مبالغہ عیب ہے ایک شخص سے اعتقاد
ہو تو اسکی تعریف میں حد سے نہ بڑھے۔ جتنی بات تحقیق ہو وہی کہے اور فرمایا کہ فی
الحقیقت بیٹا جنے یہ کہ اللہ کو لائق نہیں اور بیٹا کرے تو اسکو پیشکار کی حاجت
نہیں وہ بس ہے کام بنانے والا۔ (موضح القرآن)

(۳) وعلى الثلثة الذين خلفوا ط حتى اذا ضاقت
عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا
ان لا ملجأ من الله الا اليه ط ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله
هو التواب الرحيم يايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصدقين
(الجزء ۱۱ - التوبة)

اور ان تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی اُن پر
زمین ساتھ اسکے کہ کشادہ ہے اور تنگ ہوئی ان پر اپنے جان اور اٹکلی کہ کوئی پناہ
نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر کہ وہ پھر آویں اللہ ہی مہربان ہے
رحم والا۔ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو سچوں کے۔

(ف) مہاجرین اور انصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے۔ پچاس دن
میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے بدتر یہ تین شخص سچ کہنے سے

بخشنے گئے۔ نہیں تو منافقوں میں ملتے۔ (موضح القرآن)

(۴) یخلقکم فی بطون امھتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلث ط ذالکم اللہ ربکم له الملك ط لا اله الا ھو ج فانی تصرفون۔ (الجزء ۲۳۔ الزمر)

بنایا ہے تمکو ماں کے پیٹ میں طرح پر طرح بنانا تین اندھیروں کے بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اُسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے۔ پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو۔

(ف) ایک پیٹ۔ ایک رحم۔ ایک جھلی وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔ (موضح القرآن)

(۵) وکنتم ازواجا ثلثة ط فاصحب المیمنة ما اصحب المیمنة ط واصحب المشئمة ما اصحب المشئمة ط والسبقون السبقون اولئك المقربون ج فی جنت النعیم ثلة من الاولین و قلیل من الاخرین ط (الجزء ۲۷۔ الواقعة)

اور تم ہو جاؤ تین قسم۔ پھر داہنے والے کیسے داہنے والے اور بائیں والے کیسے بائیں والے اور اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں پاس والے باغوں میں نعمت کے انبوہ ہے پہلوں میں اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں۔

(ف) یعنے سبقت لیجانے والے وہی ہیں جو ایمان میں سبقت لے گئے۔

(ف) یعنے اللہ کی رحمت میں مقرّب۔

(ف) پہلے کہا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت یا پہلی پچھلی اسی امت کے یعنے اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں۔ پیچھے کم ہوتے ہیں۔ (موضح القرآن)

(ف، ترمذی میں حضرت بریدہ کی ایک حدیث حسن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہونگی جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہونگی اور چالیس اور امتوں کی۔ پھر جنتی لوگ دو قسم کے ہونگے ایک تو اعلیٰ درجہ کے لوگ جن کو نیک کاموں میں سبقت لیجانے والے فرمایا ہے۔ دوسرے بیچ کے لوگ جن کو سیدھے ہاتھ والے فرمایا۔ ان دونوں قسموں کے ذکر میں یہ جو فرمایا ہے کہ مقرب لوگ پہلے لوگوں میں بہت ہونگے اور پچھلوں میں تھوڑے اسکی تفسیر میں تابعین کے زمانے سے ابتک یہ اختلاف چلا آتا ہے کہ پہلے اور پچھلے لوگوں سے اسی امت کے اگلے اور پچھلے لوگ مراد ہیں یا پچھلے لوگوں سے یہ امت۔ مگر بعض حدیثوں کے مطلب سے اور کنتم ازواجا ثلثۃ کے لفظ خطاب سے یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سورت میں امت محمدیہ کے اگلے اور پچھلے لوگوں کا ذکر ہے۔ (ابن کثیر۔ خازن۔ فتح الباری۔ معجز نما حمائل)

الحدیث

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبداً لایحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقیٰ فی النار۔ (متفق علیہ)

روایت ہے انس سے رضی اللہ عنہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

تین چیزیں ہیں جس میں کہ ہوں وہ چیزیں پایا اُس نے بسبب اسکے مزہ ایمان کا وہ شخص کہ ہووے اللہ اور رسول اس کا بہت محبوب طرف اسکے اس چیز سے کہ سوائے ان دونوں کے ہے۔ اور وہ شخص کہ دوست رکھے کسی بندے کو نہیں دوست رکھتا مگر واسطے اللہ کے اور وہ شخص کہ ناخوش رکھے پھر جانا بیچ کفر کے پیچھے اسکے کہ نکالا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اس کفر میں سے جیسا ناخوش رکھتا ہے گرنا بیچ آگ کے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے +

(۲) وعن ابی ذرّ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم قال ابوذر رضی اللہ عنہ خابوا وخسروا من ھم یا رسول اللہ قال المسبل والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب۔ (رواہ مسلم)

روایت ہے ابی ذر سے رضی اللہ عنہ کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تین شخص ہیں کہ نہیں کلام کریگا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے یعنے کلام مہربانی وعنایت کا نہیں کرے گا اور نہ دیکھے گا انکی طرف یعنے بنظر رحمت وعنایت کے نہیں دیکھے گا اور نہ پاک کریگا انکو یعنے گناہوں سے اور واسطے انکے عذاب ہے درد دینے والا۔ کہا ابوذر رضی اللہ عنہ نے محروم ہوئے خیر سے اور ٹوٹا پایا کون ہیں وہ یا رسول اللہ۔ فرمایا ایک پاجامہ نیچے دراز کرنیوالا یعنے ٹخنوں سے نیچے ازراہِ تکبّر کے اور اُس میں داخل ہے دامن دراز کرنے والا

اور جو دیگر احسان جتاتا ہے ثواب سے محروم رہتا ہے اور رواج دینے والا مثلا ایک چیز لی تھی نوے روپیہ کو اور مول لینے والے سے جھوٹی قسم کھاکر کہا کہ قسم خدا کی یہ چیز سو روپیہ کو میں نے لی ہے۔ تا وہ جانے کہ وہ اتنے کی مالیت ہے یا زیادہ کی۔ (مظاہر حق جلد سوم)

(۳) وعن عِیاض بن حمارٍ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ ثلاثۃ ذو سلطانٍ مُقسِطٍ متصدّقٍ موفّقٌ ورجلٌ رحیم رفیق القلب لکلِّ ذی قربٰی و مسلمٍ وعفیفٌ مُتعفّفٌ ذو عیالٍ واھل النار خمسۃ الضعیف الذی لا زبر لہ الذین ھم فیکم تَبَعٌ لا یبغون اھلًا ولا مالًا والخائن الذی لا یخفیٰ لہ طمعٌ وان دقّ الا خانہ ورجلٌ لا یُصبح و لا یمسی الا وھو یُخادِعُکَ عن اھلک ومالک وذکر البخل اوِالکذب والشِّنظیر الفحّاش۔ (رواہ مسلم)

اور روایت ہے عیاض بن حمار سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشتی تین طرح کے لوگ ہیں۔ یعنے جو کہ ساتھ سابقین اور مقربین کے بہشت میں داخل ہوں تین ہیں ایک تو حاکم عادل اور احسان کرنے والا لوگوں سے توفیق دیا گیا بھلائیوں کی اور دوسرا شخص مہربان یعنے چھوٹوں بڑوں پر نرم دل ہر قرابتی اور ہر مسلمان پر یعنے مہربانِ خویش و بیگانہ۔ اور تیسرا بچنے والا یعنے اس چیز سے کہ نہیں حلال پرہیز کرنے والا

یعنے سوال سے اور توکل کرنے والا اللہ پر عیالدار۔ یعنے نہیں باعث ہوتی اسکو محبت عیال کی اور نہ خوف ان کے رزق کا اوپر ترک کرنے توکل کے ساتھ سوال کہ نیکے خلق سے اور حاصل کہ نیکے مال حرام کو اور ساتھ غافل ہونے کے علم و عمل سے بسبب عیال کے۔ اور دوزخی پانچ شخص ہیں یعنے وہ مستحق عذاب کے ہیں بسبب شومی ان کی افعال بد کے۔ مقصود ہے برائی بیان کرنی ان افعال کی اور تغلیظ اور تشدید ان پر جیسے کہ اوپر تعریف و تحسین افعال مذکورہ کی کی۔ اول سست عقل کہ نہیں عقل اسکو کہ باز رکھے کار ناشایستہ سے اور ثبات و استقامت نہو اسکو وقت شہوت کے اور صبر نہ کر سکتا ہو گناہوں اور بری باتوں سے وہ لوگ کہ تمہاری تابع اور خادم ہیں یعنے پھرتے ہیں گرد امرا و اغنیا تمہارے کے اور مدنظر اور خیال نہیں ہے ان کو مگر بھرنے پیٹ کا اور پہننا کپڑے کا اگرچہ شبہہ و حرام سے ہو نہیں ڈھونڈھتے ہیں اہل و مال کو یعنے نہ طالب ہیں بیوی اور حرم کے پس اعراض کرتے ہیں حلال سے اور مرتکب ہوتے ہیں حرم کے اور نہ طالب اور راغب بیچ مال حلال کے کہ لوجہ حاصل کریں بلکہ مصروف ہے ہمت انکی کھانے اور پینے اور پہننے پر۔ اگرچہ حرام ہو۔ یہ بھی سستی عقل سے ہے۔ اور دوسرا شخص دوزخیوں میں سے وہ بے دیانت ہے کہ نہیں پوشیدہ اس پر وہ چیز کہ طمع کر سکے اسمیں اگرچہ شئی قلیل ہو مگر کہ ڈھونڈتا ہے اور تفحص کرتا ہے اسکو پاوے اور مطلع ہو اس پر اور خیانت کرے اسمیں اور بعضوں نے کہا کہ خفا بمعنے ظہور کے بھی آتا ہے

یعنے خائن کہ ظاہر نہیں ہوتی اس پر وہ چیز کہ طمع کر سکے اس میں مگر کہ خیانت کرتا ہے اسکو۔ تیسرا وہ شخص ہے کہ صبح نہیں کرتا اور شام نہیں کرتا مگر کہ وہ فریب دیتا ہے تجھکو بسبب اہل تیرے کے اور مال تیرے کے یعنے ہر صبح و شام کار اُس کا فریب دینا ہے کہ طمع رکھتا ہے اہل و مال تیرے میں اور ظاہر کرتا ہے عفت و امانت کو لیکن باطن میں خیانت کرتا ہے اس میں اور ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل کو اور جھوٹے کو اور بد خلق فحش گو کو نقل کی یہ مسلم نے۔

(ف) مراد رحیم سے صفت فعلیہ ہے کہ ظاہر ہو وجود اس کا خارج میں یعنے غیر میں اور رفیق سے مراد ہے صفت قلبیہ برابر ہے کہ ظاہر ہو غیر میں اثر اس کا یا نہو اور ثانی اظہر ہے۔ اور لفظ بخل اور کذب مصدر ہیں قائم مقام فاعل کے یعنے ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ مقام تعداد اہل نار کے بخیل و کاذب کو فرمایا اور دوزخیوں میں سے بخیل اور کاذب ہے۔ اور اسطرح جو عبارت لایا کہ ذکر البخل والکذب کہا۔ یعنے چوتھے بخیل کو ذکر کیا یا کاذب کو اور بعضے روایت میں والکذب واو سے آیا ہے۔ اس صورت میں بھی واو بمعنے او کے ہے اور لفظِ شنظیر بعضوں نے کہا کہ منصوب ہے بنابر معطوف ہونیکے کذب پر اور صحیح یہ ہے کہ مرفوع ہے پس ہوگا عطف رجل پر اور بہر نوع۔ چوتھا بخیل ہے یا کاذب۔ اور پانچواں شنظیر۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۴) وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقی معہ واحد

يتبعه اهله وماله وعمله فيرجع اهله وماله ويبقى عمله (متفق عليه)

اور روایت ہے انس سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ساتھ جاتی ہیں میت کے تین چیزیں پس پھر آتی ہیں دو چیزیں یعنے اپنے مکان کو اور چھوڑ آتی ہیں اسکو اکیلا۔ اور ساتھ رہتی ہے اسکے ایک چیز ساتھ جاتے ہیں اسکے اہل اسکے یعنے مانند اولاد اور اقارب اور جان پہچان اسکے کے اور مال اس کا مانند لونڈی غلام اور جانور اور خیمہ اور مانند انکے کے اور عمل اسکے یعنے اچھے اور برے پس پھر آتے ہیں اہل و مال اسکے اور ساتھ رہتے ہیں اسکے عمل اس کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) یعنے جو کچھ مترتب ہوتا ہے اُسپر ثواب و عذاب سے چنانچہ اسلئے کہا گیا ہے۔ القبر صندوق العمل۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۵) وعن ابي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله۔ (رواه مسلم)

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت مرتا ہے آدمی موقوف ہوتا ہے اس سے ثواب عمل اسکے کا مگر ثواب تین عملوں کا باقی رہتا ہے صدقۂ جاریہ یا علم کہ نفع لیا جاوے ساتھ اسکے یا اولاد صالح کہ دعا کرے واسطے اسکے روایت کی یہ مسلم نے۔

(ف) یعنے نماز روزہ وغیرہ جو زندگی میں کرتا ہے۔ ثواب اسکا تو ذخیرہ ہوتا ہے ملیگا بعد مرنیکے لیکن آئندہ کو منقطع ہوا۔ کیونکہ جب تک کرتا تھا پاتا تھا اب نہ کریگا نہ پاویگا مگر ان تین چیزونکا بعد مرنیکے بھی پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ جیسے کوئی زمین وغیرہ وقف کر گیا یا کنواں یا باؤلی بنا گیا وغیر ذالک اور علم کو نفع لیا جاتا ہے جیسے کوئی کتاب تصنیف کر گیا۔ یا کسی کو علم پڑھا گیا۔ (مظاہر حق جلد اول)

الفصل الرابع فی الاربعۃ

چوتھا فصل چار چیزوں میں

القرآن

(۱) واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن ط قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ط قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم (الجزء ۳ البقرہ)

تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اسکے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اسکو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ کہا اور میں ہوں جلاتا اور مارتا۔ کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر لے آ اسکو مغرب سے۔ تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو۔

(ف) ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کرواتا تھا سلطنت کے غرور سے۔ حضرت ابراہیم نے اسکو سجدہ نہ کیا۔ اس نے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے کہا میں رب حاکم کو نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اس نے دو قیدی بلائے جسکو جلانا پہنچتا تھا مار ڈالا اور جسکو مار ڈالنا پہنچتا تھا چھوڑ دیا۔ تب انہوں نے آفتاب کی دلیل سے اسکو لاجواب کیا۔ (موضح القرآن)

(۲) براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ط فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر واعلموا انکم غیر معجزی اللہ وان اللہ مخزی الکفرین۔ (الجزء ۱۰۔ التوبۃ)

جواب ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تمکو عہد تھا۔ سو پھر لو اس ملک میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرتا ہے منکروں کو۔

(ف) اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد موقت تھا اور وہ اپنے عہد پر قائم رہا تھا ان کے ساتھ عہد پورا کریں جب مدت تک مقرر ہو چکا ہو اور جس کا عہد غیر موقت ہو۔ یا چار مہینے سے کم یا زیادہ لیکن اس نے عہد شکنی کی ہو سو اس کا عہد چار مہینے تک پورا کیا جاوے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایات صحیحہ یہ معنے مروی ہے اور یہی قول ہے کلبی اور محمد قرظی او بہت سلف کا اور اسی کو

اختیار کیا ہے ابن جریر نے رحمۃ اللہ علیہ - (جامع البیان - معجزنما حمائل)

(۳) ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض منھا اربعۃ حرم ط ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ ط واعلموا ان اللہ مع المتقین - (الجزء ۱۰ التوبۃ)

مہینوں کی گنتی اللہ کے پاس بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن پیدا کئے آسمان و زمین اُن میں چار ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو ان میں ظلم نہ کرو اپنے اوپر اور لڑو مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے۔

(ف) ہمیشہ سے حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا نہ کم نہ زیادہ اور دین ابراہیم میں چار مہینے حرام تھے - ذی قعدہ - ذی الحجہ - محرم - رجب - کہ ان میں لڑنا حرام تھا ملک عرب میں امن تھا تاکہ لوگ دور و نزدیک کے حج و عمرہ کر سکیں - اب اکثر علما کے پاس یہ حکم نہیں اس آیت سے بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے اور آپسمیں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے ان مہینوں میں زیادہ لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب مانے تو ہم بھی اس سے ابتدا نہ کریں لڑائی کی - (موضح القرآن)

(۴) واللہ خلق کل دابۃ من ماء ج فمنھم من یمشی علی بطنہ ج ومنھم من یمشی علی رجلین ج ومنھم من یمشی

علی اربع ط یخلق اللہ ما یشآء ط ان اللہ علی کل شیٔ قدیر (الجزء ۱۸ النور)

اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے۔

(ف) اللہ پاک اپنی قدرت تام و سلطان عظیم کا ذکر فرماتا ہے کہ اسنے انواع و اقسام کی مخلوقات پیدا کرنے ہیں باوجود اختلاف اشکال و الوان و حرکات و سکنات کے کیا کچھ صنعت عجیب کو برتا ہے کہ باوجود ایسے اختلاف و تباین کے سبکو ایک پانی سے پیدا کیا۔ پھر ان میں سے کوئی تو اپنی پیٹ پر چلتا ہے۔ جیسے سانپ اور جو اسکے ہمشکل ہے کوئی دو پاون پر چلتا ہے جیسے انسان اور پرندے اور کوئی چار پر جیسے انعام و حیوانات اسی لئے یوں فرمایا یخلق اللہ ما یشآء۔ یعنے اللہ پاک اپنی قدرت باہرہ سے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اسکی شان تو ایسی قوی السلطان ہے کہ جو اسنے چاہا وہ کیا اور جو اس نے نہ چاہا وہ نہوا اور اسی لئے یہ فرمایا کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد ۹۔)

(۵) وجعل فیہا رواسی من فوقہا و بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام ط سوآء للسائلین۔ (الجزء ۲۴۔ حم السجدہ)

اور رکھے اس میں بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھرائیں اسمیں خوراکیں اسکی چار دن پورا ہوا پوچھنے والوں کو۔

(ف) دو دن میں زمین بنائی۔ اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان سارا ایک نھا دھواں سا اسکو بانٹ کر سات کئے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرایا۔ پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے یعنے ارادہ کیا کہ ان دونوں کے کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بسا وے اپنی طبیعت سے ملیں تو اور زور سے ملیں تو وہ دونوں آملے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو بادیں اٹھیں۔ ان سے گرد او بھاپ اوپر چڑھی پانی ہو کر یہ سے چار عنصر زمین پر جمع ہوں۔ مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھیں نہیں خوراکیں یعنے اسمیں قابلیت تھی ان چیزوں کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم جدا۔ یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بسنی ہے۔ ان کا کیا اسلوب ہے۔ اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں۔ اسقدر آسمان کب خالی پڑے ہونگے۔ (موضح القرآن)

(ف) اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ آسمان کا پیدا کرنا زمین کے بعد ہوا ہے۔ جواب یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے زمین پیدا کی پھر اس کے بعد آسمان بعد اس کے بعد زمین کو بچھایا اور کھینچ دیا۔ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تطبیق دی ہے۔ (فتح و جیز)

(ف) زمین کی پیدائش کے دو دن سے مراد روز یکشنبہ و دوشنبہ ہے۔ زمین میں برکت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ اسکو مبارک کیا قابل خیر کیا اور بیج بونے کے اور درخت لگانے کے بنایا۔ اقوات سے مراد وہ شی ہے جسکی

طرف زمین والے محتاج ہیں۔ یعنے اسمیں ان کی روزیاں ٹھہرایئں اور وہ جگہیں بنایئں جن میں کھیتیاں کیجاتی ہیں اور درخت لگاتے ہیں۔ یہ سب کام دو دن میں کئے یعنے سہ شنبہ اور چہارشنبہ۔ پس دو دن مع اول دونوں کے چار ہوئے۔ اسی لئے یوں فرمایا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین یعنے پورے چار دن میں واسطے ان لوگوں کے جو کہ جاننے کے لئے پوچھنے کا ارادہ کریں۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد سیزدہم)

الحدیث

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو الصادق المصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی اوسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الٰہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنۃ حتی ما یکون بینہ و بینها الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اهل النار فیدخلها۔ وان احدکم لیعمل بعمل اهل النار حتی ما یکون بینہ وبینها الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنۃ فیدخلها۔ (متفق علیہ)

روایت ہے ابن مسعود سے رضی اللہ عنہ کہا حدیث کی ہمکو رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں سچ کیے گئے۔ تحقیق پیدائش ایک
ایک تمہارے کی یہ ہے کہ جمع کیا جاتا ہے بیچ پیٹ ماں اپنی کے چالیس
دن نطفہ یعنے بصورت نطفہ ہوتا ہے۔ لیکن کچھ تغیر ہوتا جاتا ہے حرارت سے
پھر ہوتا ہے خون جما ہوا مانند اسی کے یعنے چالیس دن تک، پھر ہوتا ہے
ٹکڑا گوشت کا مانند اسی کے یعنے چالیس دن تک پھر بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ
طرف اسکے فرشتہ کو ساتھ چار باتوں کے یعنے ہڈی گوشت پوست درست
ہونیکے پس لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اسکا اور موت اسکی اور روزی اسکی
اور بدبخت ہونا اور نیکبخت ہونا اسکا پھر پھونکی جاتی ہے بیچ اسکے روح
پس قسم ہے اس ذات کی کہ نہیں کوئی معبود سوائے اسکے تحقیق ایک تمہارا
البتہ کرتا ہے کام اہل بہشت کے یہانتک کہ نہیں ہوتا درمیان اس شخص
کے اور درمیان بہشت کے مگر ہاتھ بھر یعنے نزدیک ہوتی ہے پس غلبہ
کرتا ہے اوپر اسکے سرنوشت اسکی پس کرتا ہے کام دوزخیوں کے سے پس
داخل ہوتا ہے دوزخ میں۔ اور تحقیق ایک تمہارا البتہ کرتا ہے کام
دوزخیوں کے سے یہانتک کہ نہیں ہوتا درمیان اسکے اور درمیان
دوزخ کے مگر ہاتھ بھر پس غلبہ کرتی ہے اسپر سرنوشت اسکی پس کرتا ہے
کام بہشتیوں کے سے پس داخل ہوتا ہے بہشت میں۔ روایت کی
یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) مراد یہ ہے کہ یہ بات کبھی نادر ہو جاتی ہے۔ ولیکن غلبۂ رحمت اسکی کا مقتضی اسکا ہوا ہے کہ اکثر لوگ برائی سے بھلائی کی طرف پھرے ہیں اور عکس اسکا نہایت کم ہوتا ہے۔ الحمد لله على ذلك۔

اور یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ مدار خاتمہ پر ہے اور اس میں رغبت دلائی ہمیشگی طاعات پر اور اسپر کہ ہر وقت گناہ سے بچتا رہے اس ڈر سے کہ مبادا یہی دم آخر ہو اور خاتمہ بخیر ہو کیا خوب ہے۔ یہ بات بخلاف بعضے لوگوں کے کہ خبر قضا و قدر سنکر انکار عمل کا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نیکبختی اور بدبختی اور داخل ہونا جنت و نار کا جبکہ قضا و قدر پر موقوف ہوا تو عمل کیا ضرور چنانچہ بعضے صحابہ نے بھی جو مقصد اسکا نہ سمجھا یہی کہا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ عمل کئے جاؤ اور ہر کوئی توفیق دیا گیا ہے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیا گیا ہے یعنے توقف کرنا تمہارا عمل میں اور انکار کرنا عمل کا بعد سننے قصیہ قضا و قدر کے کچھ معنے نہیں رکھتا۔ کیونکہ امر و نہی شارع سے وارد ہوئی اور تمکو قوت سمجھنے کی اور خطاب کی دی اور تم میں قصد اور اختیار کہ ساتھ اسکے عمل کر سکو پیدا کیا پس ضرور یہاں کچھ بات ہو گی کہ بندوں کو اسکے لئے حکم کیا۔ اور انسے طلب فعل کی کی اور ایک کام سے منع کیا والا امر و نہی کا اور بھیجنے پیغمبروں کا کچھ فایدہ ہی نہ ہو اگرچہ کنہ اس سر کی پوشیدہ کہ نہیں معلوم ہوتی اور بہت اسرار ہیں کہ بندے کو اسکی اطلاع نہیں اور حقیقت میں کوئی عمل موقوف معلوم کرنے پر نہیں وہ مالک الملک ہے

اور کوئی اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے ظلم نہیں یعذب من یشاء و یرحم من یشاء یعنے جسکو چاہے عذاب کرے اور جس پر چاہے رحم کرے۔ (مظاہر حق جلد اول)

(۲) وعن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصًا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر (متفق علیہ)

اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چار باتیں ہیں جس شخص میں ہوویں وہ چاروں وہ شخص ہے منافق یعنے نفاق فی العمل رکھتا ہے۔ اور وہ شخص کہ ہووے بیچ اسکے ایک خصلت ان میں سے ہوگی بیچ اسکے ایک خصلت نفاق سے یہانتک کہ چھوڑ دے اسکو جبکہ امانت سونپی جاوے خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے توڑ دے اور جب جھگڑے بد کہے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(۳) وعن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع فی امتی من امر الجاھلیۃ لا یترکونھن الفخر فی الاحساب والطعن فی الانساب

والاستسقاء بالنجوم والنیاحة وقال النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام یوم القیمة وعلیها سربال من قطران و درع من جرب۔ (رواہ مسلم)

روایت ہے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں کام جاہلیت کے سے کہ نہیں چھوڑینگے ان کو یعنے اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں اور طعن کرنا نسب میں اور پانی طلب کرنا بسبب تاروں کی اور نوحہ کرنا۔ اور فرمایا عورت نوحہ کرنے والی جس وقت کہ توبہ نہ کی ہو پہلے مرنے اپنے کے کھڑی کیجاویگی دن قیامت کے یعنے موقف میں اور اسپر ہوگا کرتا قطران کا اور کرتا خارش کا۔ روایت کی یہ مسلم نے۔

(ف) فخر کرنا حسب میں۔ حسب کہتے ہیں ان خصلتوں کو اچھا جانتا ہے آدمی اپنے میں مانند شجاعت اور فصاحت وغیرہ کے اور طعن کرنا نسب میں یعنے عیب کرے لوگوں کے نسب میں کہ فلانے کا باپ برا تھا۔ فلانے کا دادا برا تھا۔ ان دونوں چیزوں میں تعظیم اپنی اور حقارت لوگوں کی لازم آتی ہے۔ اور یہ دونوں مذموم ہیں مگر بسبب اسلام اور کفر کے یعنے بسبب اسلام کے اپنے کو بزرگ جانے اور بسبب کفر کے دوسرے کو حقیر جانے تو جائز ہے اور پانی طلب کرنا بسبب تاروں کے یعنے توقع مینہ کی کرنی بسبب تاروں کے یعنے فلانا تارا فلانی منزل میں آویگا تو مینہ برسیگا۔ حاصل یہ کہ

یہ اعتقاد کرنا کہ مینہ برسیگا۔ نکلے فلانے تارے کے یہ حرام ہے واجب یہ ہے کہ کہے برسائے گئے ہم بسبب فضل اللہ تعالی کے اور نوحہ کرنا یعنے واویلا کرنا اور اچھی خصلتیں میت کی شمار کرنا مثلاً کہے بڑا شجاع تھا اور ایسا تھا اور ویسا تھا۔ اور قطران ایک دوا ہے بدبودار سیاہ نکلی ہے درخت ابہل سے کہ ہندی میں اسکو ہوبیر کہتے ہیں اور اسکو اونٹوں خارشی کو ملتے ہیں اور آگ اس میں بہت سرایت کرتی ہے اور جلدی بھڑکتی ہے پس مطلب اس عبارت کا تاآخر حدیث یہ ہے کہ مسلّط ہوگی اسپر خارش اور اسپر ملیں گے قطران تا ایذا زیادہ ہو عیاذاً باللہ منہ۔ (مظاہر حق جلد دوم)

(۴) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنکح المرءۃ لاربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک۔ (متفق علیہ)

اور روایت ہے ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ نے نکاح کیجاتی ہے عورت بسبب چار چیزوں کے بسبب مال اسکے کے اور بسبب حسب اسکے کے اور بسبب جمال اسکے کے اور بسبب دین اسکے کے پس مطلب پایب ہو ساتھ دین والی کے خاک آلودہ ہوں دونوں ہاتھ تیرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) بحسب حسب اسکے کے یعنے بسبب بزرگی اور شرف کے اسکی ذات میں اور اسکی قوم میں یعنے لوگ طالب اسکے ہوتے ہیں کہ عورت ہو

قوم اشراف سے کہ بیچ نسبت فرزندوں کے اس سے شرف حاصل ہو اور
حاصل حدیث کا یہ ہے کہ عادت لوگوں کی یہ ہے کہ عورتوں کے نکاح کرنے
میں رغبت کرتے ہیں بسبب چار چیزوں ذکر کی گئی کے۔ پس دیندار کو لائق
یہ ہے کہ عورت دیندار کا طالب ہو اور خاک آلودہ ہوں الخ یعنے خوار وہلاک
ہو جیو۔ یہ بد دعا ہے۔ لیکن یہاں دعائے بد منظور نہیں ہے۔ بلکہ مراد رغبت
دلانی ہے اوپر کوشش کرنے کے بیچ طلب کرنے عورت دیندار کے (مظاہر حق جلد ۳)

(۵) وعن ابن عمر رضی الله عنہما قال قال رسول الله صلی
الله علیہ وسلم احلت لنا میتتان ودمان المیتتان
الحوت والجراد ودمان الکبد والطحال رواہ احمد
وابن ماجہ والدارقطنی۔

اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے حلال کئے گئے واسطے ہمارے دو مردے بے ذبح اور دو خون
دو مردے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کلیجی اور تلی کہ خون بستہ ہے۔ نقل کی یہ
احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے۔ (مظاہر حق جلد ۳۔)

(ف) اور الروضۃ الندیہ میں ہے ورواہ الشافعی والبیہقی
اور اس حدیث کو نقل کیا ہے امام شافعی اور بیہقی نے بھی۔

الفصل الخامس فی الخمسۃ
پانچواں فصل پانچ چیزوں میں

القرآن

(۱) بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین۔ (الجزء ۴۔ آل عمران)

" البتہ اگر تم ٹھیرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وہ آویں تم پر اسی دم مدد بھیجے تمہارا رب پانچہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر۔ (موضح القرآن)

(ف) مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ وعدہ دن بدر کے تھا یا دن احد کے۔ حسن بصری و عامر و شعبی و ربیع وغیرہم کا قول یہ ہے کہ دن بدر کے تھا۔ اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے۔ شعبی نے کہا بدر کے دن مسلمانوں کو یہ خبر لگی کہ کرز ابن جابر مشرکوں کو مدد کرتا ہے۔ ان پر یہ بات شاق گذری۔ اللہ نے یہ آیت مسومین تک اتاری۔ کرز کو شکست ہوئی۔ وہ مشرکوں کی مدد نہ کرسکا۔ پھر مسلمانوں کی مدد پانچہزار فرشتوں سے ہوئی۔ ربیع بن انس نے کہا اول اللہ نے ہزار فرشتے واسطے مدد مسلمین کے بھیجے۔ پھر وہ تین ہزار ہوگئے پھر پانچہزار اس آیت میں اور قصۂ بدر کی آیت میں اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین۔ جمع اسطرح پر ہے کہ لفظ مردفین سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار کے پیچھے اور ہزار ہا فرشتے تھے۔ یہ سیاق مثل سیاق سورۂ آل عمران ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ماجرا بدر کے دن کا ہے جسطرح مشہور ہے کہ قتال ملائکہ کا بدر کے تھا۔ سعید بن ابی عروبہ نے کہا اللہ نے دن بدر کے مسلمانوں کی پانچہزار فرشتوں سے مدد کی۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ یہ وعدہ دن احد کے ہوا - مجاہد و عکرمہ و ضحاک و زہری و موسی
بن عقبہ وغیرہم اسی کے قایل ہیں - کہتے ہیں اسدن کچھ مدد نہیں آئی - اسلئے کہ
مسلمانوں نے شکست پائی - حسن - قتادہ - ربیع سدی نے کہا من فورھم
کے معنی ہیں من وجھھم - مجاہد و عکرمہ و ابو صالح نے کہا من غضبہم
یہی قول ضحاک کا بھی ہے - ابن عباس رض نے کہا من سفرھم یہ سب معانی
متقارب ہیں - سب کا مطلب ایک ہے - مسومین کے معنے معلمین
بالسیماء یعنے وردی پہنے ہوئی - علی ابن ابیطالب رض نے کہا بدر کے دن فرشتے
سفید پشمینہ پہنے ہوئے تھے - ان گھوڑوں کے ماتھے میں بھی علامت تھی - ابوہریرہ رض
نے کہا سرخ ان کا بانا تھا - ابن عباس رض نے کہا فرشتے پاس حضرت کے صوف
پہنے ہوئے آئے انکو دیکھکر حضرت م اور اصحاب رض نے بھی اپنی اور اپنے گھوڑوں کی
وہی شکل بنائی - صوف لپیٹا - قتادہ و عکرمہ نے کہا لڑائی کا بانا پہنکر آئے -
مکحول نے کہا عمائم باندھے ہوئے آئے - ابن عباس رض کا لفظ یہ ہے کہ علامت
ملائکہ کی دن بدر کے دستار سیاہ تھی - دن حنین کے دستار سرخ تھی یا سفید
جس کو پس پشت چھوڑا تھا - دوسرا لفظ یہ ہے کہ نہیں لڑے فرشتے مگر دن بدر
کے بطور عدد و مدد کے آئے تھے - یحیی بن عباد نے کہا زبیر دن بدر کے زرد عمامہ
باندھے ہوئے تھے - فرشتے بھی زرد دستار باندھے ہوئے آئے -

(ف) فتح البیان میں کہا ہے راجح یہ ہے کہ مدد ملائکہ کی دن احد کے ہوئی
تھی - سلف کا اختلاف ہے بیان تسویم میں - کسی نے کہا سفید عمامے تھے -

کسی نے کہا سرخ۔ کسی نے کہا زرد۔ کسی نے کہا سبز۔ اس بیان میں کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے۔ مطلب اتنا ہے کہ فرشتے بطور مدد آئے تھے۔ جبریل علیہ السلام چاہتے تو ایک پر سے سارے کفار کو غارت کر دیتے۔ مگر اللہ نے رعایت صورت و عادت کی فرمائی۔ ملائکہ کو بطور مدد و عدد بھیجا۔ جس طرح ایک لشکر کی کمک کو دوسرا لشکر آتا ہے۔ تاکہ فضل حضرتؐ و اصحابؓ حضرت کو ہو۔ یہ بات سبکی نے کہی ہے واللہ اعلم۔ (ترجمان القرآن بلطایف البیان جلد دوم)

(۲) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللہ علی کل شیء قدیر۔ (الجزء ۱۰۔ الانفال)

اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے اور قرابت والے کے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر جس دن فیصلہ ہوا جس دن بھڑیں دو فوجیں اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔ (موضح القرآن)

(ف) یعنی اللہ نے اپنے رسول پر فتح و نصرت اتاری۔ جس سے تم غالب ہوئے۔ اور اللہ قادر ہے کہ آگے اور فتحیں دیوے۔ جو مال کافروں سے لڑ کر لیویں وہ غنیمت ہے۔ اس میں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے

خرچ رسول کے کہ رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجتمند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے یہی خرچ ہوتے ہیں سردار کو اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا پھر غنیمت میں چار حصے رہا ہے سو لشکر کو تقسیم کرنا۔ سوار کو دو حصے۔ پیادے کو ایک۔ (موضح القرآن)

(۳) والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھدآء الا انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھدٰت باللہ انہ لمن الصدقین والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین۔ (الجزء ۱۸ النور)

اور جو لوگ عیب لگاویں اپنی جوروں کو اور شاہد نہوں انکے پاس سوائے ان کی جان کے تو ایسی کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے۔ اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ (موضح القرآن)

(ف) اس آیت کریمہ میں کشایش ہے اور بڑی نکاسی ہے واسطے خاوندوں کے جبکہ کوئی خاوند اپنی جورو کو عیب لگائے اور گواہوں کا قائم کرنا اسپر دشوار ہو تو جورو سے ملاعنہ کرے جیساکہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔

لعان یہ ہے کہ جورو کو امام روبرو حاضر کرے۔ پھر جس بات کا اسکو عیب لگایا ہے اسپر دعوٰی کرے تو حاکم خاوند کو حلف کرائے۔ چار گواہی اللہ کے نام کی مقابل میں چار گواہوں کے اس بات کی بیشک وہ سچا ہے۔

اور پانچویں گواہی یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اسپر اگر ہو وہ جھوٹا۔ پھر جس وقت

خاوند نے یہ کہدیا تو وہ عورت نفس اس لعان کے ساتھ اس سے جدا گئی نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی کے ۔ نزدیک ایک گروہ علما کے اور وہ عورت ہمیشہ کو اسپر حرام ہو گئی ۔ اسکا مہر اسے دے ڈالے ۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد نہم)

(۴) ویدرؤا عنها العذاب ان تشهد اربع شهدات بالله انه لمن الکذبین ۔ والخامسة ان غضب الله علیها ان کان من الصدقین ۔

اور عورت سے ٹلتی ہے مار یوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے ۔ (موضح القرآن)

(ف) اور عورت پر کی حد متوجہ ہو گی اور حد کو اس سے دور کریگی مگر یہ بات کہ ملاعنہ کرے پس چار گواہی دے اللہ کے نام کی بہ بے شک جھوٹا ہے یعنے اس بات میں جس کی اُسے تہمت لگائی ۔ اور پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب ہو اسپر اگر ہو وہ سچا ۔ اسی لئے اللہ پاک نے یوں فرمایا ہے یدرؤا عنها العذاب یعنی حد ان تشهد نا صدقین ۔ پس عورت کو غضب کے ساتھ خاص کیا ۔ چنانچہ غالب یہی ہے کہ مرد اپنی عورت کے رسوا کرنے اور اسکی تہمت لگانے کا تکلف نکریگا مگر اسی حال میں کہ وہ صادق و معذور ہو گا جس بات کی اُسے تہمت لگائی ہے ۔ عورت اسمیں اُسکی سچائی کو جانتی ہو گی ۔ اسلئے پانچویں گواہی اسکے حق میں یہ ٹھہری کہ یوں کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس پر اگر مرد سچا ہے ۔

مغضوب علیہ وہی شخص ہوتا ہے کہ خوب جانتا ہے پھر اس سے کنارہ کرتا ہے۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد نہم)

الحدیث

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر لا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہ یسألہ ویصدقہ قال فاخبر عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتہا قال ان تلد الامۃ ربتہا وان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون

فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم رواہ مسلم ورواہ ابو ھریرۃ مع اختلاف وفیہ واذا رایت الحفاۃ العراۃ الصم البکم ملوک الارض فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم قرأ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث الایۃ (متفق علیہ)

روایت ہے حضرت عمر بیٹے خطاب کے سے راضی ہو اللہ اُن سے کہا کہ اسوقت کہ تھے ہم نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روز ناگاہ ظاہر ہوا اوپر ہمارے ایک شخص نہایت سفید کپڑے والا بہت سیاہ تھے بال اس کے نہیں معلوم ہوتا تھا اسپر نشان سفر اور نہیں پہچانتا اسکو ہم میں سے کوئی یعنے غبار وغیرہ بھی مثل مسافروں کے اسپر نہ تھا اور نہ شہر کا معلوم ہوتا تھا کہ ہم پہچانتے یہانتک کہ بیٹھا روبرو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پس لگا دے دونوں زانو اپنے طرف دونو زانو حضرت کے یعنے نہایت قریب بیٹھا تا جواب سوال کا اچھی طرح سے سمجھ میں آوے اور رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں زانو اپنے یعنے جیسے کوئی استاد کے آگے ادب سے بیٹھتا ہے۔ یا رکھے اوپر دونوں رانوں آنحضرتؐ کے اور کہا اے محمد خبر دو مجکو اسلام سے یعنے حقیقت اسلام سے فرمایا حضرتؐ نے اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دے یہ کہ محمدؐ بھیجے

ہوئے اللہ کے ہیں اور پڑھے تو نماز اچھی طرح یعنے ساتھ شرائط اور ارکان اور سنتوں اور آداب کے بجا لاوے۔ اور تو زکوٰۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور حج خانہ کعبہ کا طاقت رکھے تو طرف اسکے راہ کی۔ کہا اس شخص نے کہ سچ کہا تو نے پس تعجب کیا ہمنے واسطے اسکے کہ پوچھتا ہے حضرتؐ سے اور تصدیق کرتا ہے اسکو کہا اس شخص نے پس خبر دو مجھکو ایمان سے فرمایا حضرت نے یہ کہ ایمان لاوے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور کتابوں اُس کی کے اور رسولوں اسکے کے اور دن پچھلے کے اور ایمان لاوے ساتھ تقدیر کے بھلائی اسکی کے اور برائی اسکی کے۔ کہا اس شخص نے سچ کہا تو نے۔ پس خبر دو مجھکو احسان سے یعنے نیکی کرنے سے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا کہ دیکھتا ہے تو اسکو۔ پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اسکو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجھکو۔ کہا اُس نے پس خبر دو مجکو قیامت سے فرمایا نہیں وہ شخص کہ پوچھا گیا قیامت سے زیادہ جاننے والا پوچھنے والے سے یعنی میں اور تو دونوں برابر ہیں نہ جاننے میں۔ کہا اس شخص نے خبر دو مجکو علامتوں اسکی سے فرمایا علامت قیامت کی یہ ہے کہ جنیگی لونڈی مالک اپنے کو۔ یعنے لوگ جماع بہت کرینگے اور لونڈی بچے کثرت سے پیدا ہونگے۔ اور علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو مفلسوں کو چرانے والے بکریوں کو فخر کرینگے بیچ عمارتوں کے۔ کہا روایت کرنے والے نے پھر چلا گیا وہ شخص پس ٹھیرا میں دیر تک۔ یعنے حضرتؐ سے حال نہ پوچھا کہ کون تھا۔ پھر فرمایا حضرت نے واسطے میرے

اے عمر کیا جانتا ہے تو کون تھا پوچھنے والا۔ کہا میں نے اللہ اور رسول اُس کا زیادہ جاننے والا ہے۔ فرمایا پس تحقیق جبرئیل تھا آیا تھا تمہارے پاس سکھاتا تھا تمکو دین تمہارا۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ اور روایت کی یہ حدیث ابوہریرہؓ نے ساتھ اختلاف کے اور بیچ اس روایت کے یہ ہے اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو بہروں کو گونگوں کو پادشاہ زمین کے بیچ پانچ چیزوں کے کہ نہیں جانتا ان کو مگر اللہ۔ یعنے قیامت کا علم انہیں پانچ چیزوں میں داخل ہے۔ کہ سوائے اللہ کے انکو کوئی نہیں جانتا پھر پڑھی یہ آیت:۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ ۚ وینزل الغیث ۚ ویعلم مافی الارحام ۚ وماتدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیر۔ (سورۂ لقمان)

تحقیق اللہ نزدیک اسکے ہے علم قیامت کا او مینہ کا کب برساویگا اور جانتا ہے جو کچھ پیٹوں میں ہے۔ یعنے بیٹا یا بیٹی اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کریگا کل کو اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا۔ تحقیق اللہ دانا خبردار ہے۔ پس یہ باتیں سوائے اللہ کے عقل سے کوئی نہیں جان سکتا ہے مگر جس کو کہ اللہ تعالیٰ معلوم کراوے ساتھ وحی یا الہام کے۔ (مظاہر حق جلد اول)

(۲) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ

وایتاآء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔ (متفق علیہ)

روایت ہے ابن عمر سے رضی اللہ عنہما کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیاد رکھی گئی اسلام کی اوپر پانچ چیزوں کے گواہی دینا اسکا کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے اسکے اور بھیجے ہوئے اسکے ہیں اور پڑھنا نماز اچھی طرح اور دینا زکوٰۃ کا اور کرنا حج کا۔ اور رکھنے روزے رمضان کے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(۳) وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع والفارۃ والکلب العقور والحداۃ (متفق علیہ)

اور روایت ہے حضرت عائشہ سے رضی اللہ عنہا نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پانچ جانور موذی مارے جاویں حل میں بھی اور حرم میں بھی یعنے بغیر احرام کے ہو مارنے والا یا احرام باندھے ہو سانپ اور کوا ابلق اور چوہا اور کتا کٹ کھنا اور چیل۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) حرام ہے مارنا اُس کُتے کا کہ جسمیں منفعت ہو اور ایسے ہی مارنا اُس کتے کا کہ جسمیں نہ منفعت ہو اور ضرر اور مارنا ان جانوروں کا کہ مذکور ہوا۔ حصر ان ہی پر نہیں ہے۔ بلکہ یہی حکم ہے سب موذی جانوروں کا مانند چیونٹے و بچھو اور پسو اور چھڑی او کھٹمل اور مانند انکے کے اور مارے جوں جوچاہے۔ (مظاہر حق جلد دوم)

(۴۷) وعن الحارث الاشعری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل الله وانه من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان یراجع ودعی بدعوی الجاهلیة فهو من جثی جهنم وان صام وصلی وزعم انه مسلم رواه احمد والترمذی وقال صاحب تحفة الاحوذی واخرجه ابن خزیمة وابن حبان فی صحیحیهما والحاکم۔

اور روایت ہے حارث اشعری سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرتا ہوں میں تم کو ساتھ پانچ چیزوں کے ایک تو اتباع کرنے جماعت مسلمین کے یعنے قول اور عمل میں اور اعتقاد میں۔ اور دوسرے سننے اور حکم بجالانے امرا اور علماء کے یعنے جو حکم کہ موافق شرع کے ہو اور تیسرے ساتھ ہجرت کرنے کے اور چوتھے جہاد کرنے کے اللہ کی راہ میں اور تحقیق جو شخص نکلا سب مسلمانوں کی راہ سے برابر ایک بالشت کے تحقیق نکالی اپنے رسی اسلام کی گردن اپنی سے مگر یہ کہ پھر آوے اور جس شخص نے پکارا پکارنا جاہلیت کا پس وہ شخص جماعت دوزخیوں سے ہے اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور صاحب تحفۃ الاحوذی نے فرمایا اس حدیث کو نکالا ہے امام ابن خزیمہ

اور امام ابن حبان نے اپنی دو صحیح کتابوں میں اور امام حاکم نے بھی۔

(ف) ہجرت کرنے سے مراد ہجرت سے جانا ہے دار الکفر سے طرف دار الاسلام کے اور دار البدعت سے طرف دار السنّت کے اور معصیت سے طرف توبہ کے بموجب فرمانے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔ اور جہاد الخ یعنے لڑنا کافروں سے واسطے ترقی اسلام کے اور مارنا نفس کو ساتھ باز رکھنے اسکی کے خواہشوں اسکی سے کہ دشمنی نفس کی ساتھ آدمی کے قوی تر ہے اور بہت ضرر کرنے والی ہے دشمنی کافروں کی سے۔ اور جو شخص کہ نکلا الخ یعنے جو شخص جدا ہوا اس چیز سے کہ اس پر جماعت ہے ساتھ ترک کرنے سنت کے اور اتباع بدعت کی اور کرنی اطاعت امام کی اگرچہ تھوڑی سی ہو پس تحقیق نکالی رسی اسلام کی یعنے توڑا عہد اسلام کا اور ذمہ اُسکا مگر یہ کہ رجوع کرے اس فعل بد سے۔ اور جس شخص نے کہ پکارا الخ یعنے جس نے بلایا اور باعث ہوا لوگوں کو اوپر عادات اور طرق جاہلیت کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد پکارنا ہے کہ رسم تھی ایام جاہلیت میں کہ جب دشمن کسی شخص پر غالب آتے فریاد کرنا ساتھ آواز بلند کے یا آل فلاں یا آل فلاں پس دوڑتے لوگ اسکی مدد کیلئے ظالم ہوتا وہ یا مظلوم۔ (مظاہر حق جلد سوم)

(۵) وعن ابیھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یاخذ عنی ھؤلاء الکلمات فیعمل بھن او یُعلّمُ من یعمل بھن قلت انا یارسول اللہ فاخذ بیدی

فعد خمسا فقال اتق المحارم تكن اعبد الناس وارض بما قسم الله لك تكن اغنى الناس واحسن الى جارك تكن مؤمنا واحب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلما ولا تكثر الضحك فان كثرة الضحك تميت القلب رواه احمد والترمذی۔ وقال صاحب تحفة الاحوذی وقال المنذری بعد ذکر هذا الحدیث رواه الترمذی وغیره من روایة الحسن عن ابی هریرة ورواه البزار والبیهقی نحوه فی کتاب الزهد عن مکحول عن واثلة عنه وقد سمع مکحول من واثلة قاله الترمذی وغیره۔

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون شخص ہے کہ سیکھے مجھ سے یہ احکام کہ آگے کہتا ہوں میں بعد ازاں عمل کرے ساتھ ان کے یا سکھا وے اس شخص کو کہ عمل کرے ان پر کہا میں نے کہ سیکھتا ہوں یا رسول اللہ پس پکڑا آنحضرت نے ہاتھ میرا پس گنیں پانچ چیزیں یعنے جیسے کہ عادت ہے کہ ہاتھ اپنا یا ہاتھ اسکا کہ جسکو نصیحت کرتے ہیں پکڑ کر گنتے ہیں۔ پس فرمایا آنحضرت نے یعنے بیچ بیان ان کلمات کے بچ تو ان چیزوں سے کہ حرام کی ہیں شارع نے اگر بچیگا تو تو ہوگا عابدترین لوگوں سے اور راضی رہ تو ساتھ اس چیز کے کہ قسمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تیری اگر راضی ہوئیگا تو قسمت حق پر ہوئیگا تو تو انگرترین لوگوں کا۔ یعنے جب

بندہ راضی ہوا اپنے نصیب پر اور طمع اور احتیاج زیادتی کی نہ رہی بے نیاز ہوا اور معنے تونگری کے یہی ہیں اور احسان تو اپنے ہمسایہ سے یعنے اگرچہ برائی کرے وہ تجھ سے ہوئیگا تو مومن کامل اور دوست رکھ سب لوگوں کے لئے وہ چیز کہ دوست رکھے تو اپنے نفس کیلئے یعنے خیر دنیا اور آخرت کی ہوئیگا تو مسلمان کامل اور بہت مت ہنس اسلئے کہ بہت ہنسنا مار دیتا ہے دل کو اور سخت کر دیتا ہے اسکو اور غافل ہوتا ہے یاد خدا سے۔ نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے کہا صاحب تحفۃ الاحوذی نے اور کہا امام منذری نے بعد ذکر کرنے اس حدیث روایت کی ہے اسکی ترمذی وغیرہ نے بروایت حسن عن ابی ہریرہ اور روایت کی ہے اسکی امام بزار نے اور امام بیہقی نے اسکی مانند کتاب الزہد میں مکحول نے اس حدیث کو واثلہ سے سنا ہے اور تحقیق سُنا ہے مکحول نے واثلہ سے شہادت اسکی دی امام ترمذی وغیرہ نے۔

(ف) عمل کرے الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم فی نفسہ افضل اور شریف ہے۔ اگر عمل کیا اُسپر فہو المراد ورنہ بسبب تعلیم اونکے اور ہدایت کرنے ان کے بھی ثواب ملتا ہے۔ اور بھی معلوم ہوا کہ امر معروف عالم غیر عامل سے درست ہے اور محارم شامل ہے تمام کرنے منہیات کو اور ترک کرنے مامورات کو اور عابد لوگوں کا اسلئے کہ نہیں ہے کوئی عبادت افضل اس سے کہ نکلے عہدۂ فرائض سے اور عوام لوگ ترک کرتے ہیں فرائض کو اور مشغول ہوتے ہیں کثرت نوافل کے پس ضائع کرتے ہیں اصول کو اور قائم کرتے ہیں

ساتھ فضیلتوں کے۔ پس بعض اوقات ہوتی ہے ایک شخص پر فضا نمازوں کی اور غافل ہوتا ہے ان کے ادا کرنے سے اور طلب کرتا ہے علم اور کوشش کرتا ہے طواف اور نقل عبادتوں میں اور ہوتی ہے ایک پر زکوٰۃ یا حقوق لوگوں کے اور کھلاتا ہے فقرا کو اور بناتا ہے مسجدیں اور مدرسے اور مانند ان کے۔ اور راضی ہو الخ پوچھا ایک شخص نے سید ابوالحسن شاذلیؒ سے حال کیمیا سے پس کہا انہوں نے کہ وہ دو کلمہ ہیں۔ ڈال تو خلق کو اپنی نظر سے اور قطع کر تو اللہ سے طمع یہ کہ دیوے تجکو غیر اس چیز کے کہ قسمت میں کیا ہے تیرے۔ اور کہا سید عبدالقادر جیلانی رضؓ نے کہ جان تو قسمت نہیں فوت ہونے کی تجھ سے بسبب ترک کرنے طلب کے اور جو چیز کہ قسمت میں نہیں ہے نہیں پہنچے گا تو اسکو بسبب حرص کرنے اپنے کے طلب میں اور بسبب کوشش اور مشقت کے پس صبر کر تو اور لازم کر حلال کو اور راضی ہو تو ساتھ اسکے تاکہ راضی ہووے تجھ سے ذوالجلال اور وہ چیز کہ دوست رکھے تو یعنے مثل اس چیز کے کہ دوست رکھے تو اسکو اپنے لئے خاص کر یہانتک کہ دوست رکھے تو ایمان کافر کے لئے اور توبہ فاجر کے لئے اور مانند ان کے اور بہت نہ ہنس یعنے ہوئیگا تو خوشدل اور زندہ ذکر رب سے۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

الفصل السّادس فی السّتّۃ

چھٹا فصل چھے چیزوں میں

القرآن

(۱) ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش قف یغشی الیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہٖ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین۔ (الجزء ۸ الاعراف)

تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر اڑھاتا ہے رات پر اسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام لگے اسکے حکم پر سن لو اسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا بڑی برکت اللہ کی ہے جو صاحب سارے جہاں کا۔

(ف) فتح البیان کا بیان اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس آیت پاک میں اپنے صنع بدیع و قدرت جلیل کو جو بندوں پر اسکی توحید و عبادت و عبودیت کو واجب کرتی ہے بیان کیا ہے۔ اصل معنے لفظ خلق کے لغت میں اندازہ کرنا ہے۔ پھر یہ لفظ کسی شئی کی ایجاد و ابداع کرنے میں بغیر کسی اصل سابق و نمونہ قدیم کے مستعمل ہوتی ہے۔ سو اللہ نے ساری خلق چھ دن میں بنائی۔ دن ایک مقدار زمان کو کہتے ہیں۔ سورج نکلنے سے ڈوبنے تک کو یہ ایام برابر ایام دنیا کے تھے۔ یا برابر ایام آخرت کے۔ جمہور نے کہا ہر دن ہزار برس کا تھا۔ یہی قول ابن عباس کا بھی ہے۔ پہلا دن یکشنبہ۔ پچھلا دن جمعہ تھا۔ یہی قول ہے عبداللہ بن سلام۔ کعب احبار۔ ضحاک و مجاہد کا۔ اسی کو ابن جریر طبری نے بھی اختیار کیا ہے۔ اللہ پاک کو قدرت ہے کہ ایک لحظے میں سب کچھ بنا ڈالتا۔

کیونکہ ایک حرف کن سے بکون ہوتا ہے ولیکن اپنی بندوں کی تعلیم و تفہیم کے لئے دیر لگائی۔ تاکہ سرانجام امورات میں رفق و تانی کیا کریں جلدبازی شتاب کاری نکریں۔ بہ حدیث کہ اللہ نے زمین دن یک شنبہ دوشنبہ کے بنائی۔ اور پہاڑ اور جو کچھ ان پہاڑوں کے اندر ہے منافع وغیرہا سے وہ دن سہ شنبہ کے بنائے الخ۔ نزدیک مسلم و حاکم کے ابن عباسؓ سے مرفوعاً آئی ہے۔

(ف) مسئلہ استواء علی العرش میں چودہ قول ہیں احق و اولی بصواب وہی مذہب سلف صالح کا ہے کہ اللہ عرش پر مستوی ہے بلاکیف جسطرح کہ لایق اسکی شان عظیم کے ہے ہمراہ منزہ ہونے کے اس چیز سے جو اسپر جائز نہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا اس جگہ معنے استواء کے علو و ارتفاع کے ہیں۔ شوکانی نے اثبات اجرای صفات علی ظواہرہا میں کہ منجملہ ان کے ایک صفت استواء بھی ہے رسالہ مستقلہ لکھا ہے۔ اسمیں تفویض کو مختار تاویل کو غیر مختار ٹھہرایا ہے۔ حتیٰ کہ معیّت و قرب وغیرہ کی تاویل سے بھی منع کیا ہے مطابق ظاہر کے سارے صفات پر ایمان لانے کو واجب لکھا ہے۔ بڑی تالیف تصنیف بکمال تحقیق و تدقیق مسئلہ استواء میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم ان کے تلمیذ ارشد رضی اللہ عنہما نے کی ہے۔ اثبات علو و فوقیت باریتعالیٰ میں کتب و رسائل مستقلہ لکھے ہیں۔ ایک عجب طرح کا شغف انکو ساتھ اثبات صفات الٰہی کے تھا۔ انصاف یہ ہے۔ کہ جو مباحث و مسائل توحید و اتباع کے ان حضرات نے ہم غرباء کو اپنے بیان صدق ترجمان سے سکھائے بتائے ہیں۔ وہ اور

اہل علم کے مولفات میں اُس تفصیل و توضیح سے میسر نہیں آتے۔ جزاهم اللہ عنا خیرا۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد چہارم)

(۲) وهو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین۔ (الجزء ۱۲۔ هود)

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا تخت اُس کا پانی پر کہ تمکو آزماوے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام۔ اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنیکے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(ف) اس آیت سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ پانی یا عرش یا کوئی اور شئ سوائے ذات الٰہی کے قدیمی ہے۔ چنانچہ عمران بن حصین کی حدیث بخاری میں جو ہے اسمیں اور ترمذی اور مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں، جو حدیثیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ پہلے پہل سوائے ذات باری کے پانی عرش کچھ بھی نہیں تھا۔ پہلے سب سے اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا۔ پھر عرش معلّیٰ کو پیدا کیا پھر قلم کو۔ پھر لوح محفوظ کو پیدا کیا۔ اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے جو کچھ زمین و آسمان میں قیامت تک ہونیوالا ہے اسکو لکھا پھر پانی کے ابخروں سے آسمانوں اور پانی کے نیچے جو کچھ ہوگا وہ بھی اس سے زمین اور سب کچھ پیدا کیا۔ صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں ابوزید انصاری

کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے منبر پر چڑھ کر تمام دن صحابہ کو پیدائش عالم کا حال شروع سے لیکر قیامت کے قائم ہونے تک بڑی تفصیل سے اسطرح سمجھایا کہ صبح کی نماز پڑھکر بطور خطبہ کے عالم کی پیدائش کے حال کو ذکر فرمانا شروع کیا۔ یہانتک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا اور آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھی اور ظہر کی نماز کے بعد پھر منبر پر چڑھکر بقیہ وہی حال بیان فرمانا شروع کیا۔ اور عصر کا وقت جب آیا تو منبر پر سے اتر کر پھر وہی حال بیان فرمانا شروع کیا۔ یہانتک کہ شام ہو گئی۔ ابوزید کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے تو اس روز قیامت تک کا حال فرمایا تھا۔ مگر ہم لوگوں کو کچھ یاد رہا اور کچھ بھول گئے۔ اس سے معلوم ہوا پیدائش عالم کے باب میں جو صحابہ کے آثار ہیں وہ اسرائیلیات نہیں ہیں بلکہ آنحضرتؐ سے سنی ہوئی باتیں ہیں۔ لیکن سب سے پہلے عقل کے پیدا ہونے کے جسقدر آثار ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ (ابن کثیر۔ خازن۔ فتح الباری۔ احسن الفوائد)

(۳) ھوالذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ط یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا ط وھو معکم این ما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ (الجزء ۲۷۔ الحدید)

وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر جانتا ہے جو بیٹھتا ہے زمین میں اور اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے

آسمان سے اور جو اسمیں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں
تم ہو اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے۔
(ف) اللہ پاک فرماتا ہے کہ اسُی نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے
چھ دن میں یعنے دنیا کے دنوں سے۔ اول انکا احد ہے اور آخر ان کا جمعہ ہے
جیساکہ محلی وغیرہ نے کہا ہے ۔ پھر خبر دی اپنے مستوی ہونے کی عرش پر
اور ان کے خلق کی۔ بالجملہ بعد ذکر قدرت تامہ کے اپنے علم تام کا ذکر
فرمایا یعلم ما یلج فی الارض الآیہ۔ یعنے جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے
زمین میں مطر و قطر اور بیج اور خزانے اور مردے وغیرہ اور جانتا ہے گنتی
دانوں اور قطروں کی جو اسمیں داخل ہوتے اور جانتا ہے جو کچھ اس سے نکلتا ہے
نبات اور کھیتی اور پھل اور معادن وغیرہ۔ اور جانتا ہے جو کچھ اترتا ہے
آسمان سے یعنے فرشتے اور رحمت و عذاب اور امطار و ثلوج و برد یعنے برف
اور اولے اور اقدار و احکام ہمراہ ملائکہ کرام کہ نہیں نازل ہوتا ہے کوئی قطرہ
آسمان سے مگر حال یہ ہے کہ اسکے ساتھ ایک فرشتہ جو کہ اسکو قرار پذیر
کرتا ہے اس جگہ میں جس کا اللہ تعالیٰ اسکو امر فرماتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے
اور جانتا ہے جو کچھ چڑھتا ہے طرف اسکے یعنے فرشتے اور دعائیں اور
بندوں کے اعمال جیساکہ صحیح میں آیا ہے کہ اٹھایا جاتا ہے اسکی طرف
عمل رات کا قبل دن کے اور عمل دن کا قبل رات کے ۔ پھر جب آسمان
و زمین کا علم ثابت کر چکا تو آدمیوں کو مخاطب کرکے فرمایا یعنے اور تمہارے

ساتھ ہے اپنی قدرت و سلطان و علم سے عموماً اور فضل و رحمت سے
خصوصاً حضرت ابن عباس نے فرمایا عالِمٌ بِکُم یعنے تمہارا اسکو علم ہے
کسی نے کہا تمہارے ساتھ ہے بحفظ و حراست جہاں کہیں تم ہو پس اللہ
تعالیٰ کا علم و قدرت ہر ایک کے ساتھ متعلق ہے کوئی اس سے جدا نہیں
ہوتا ہے کہیں ہو آسمان میں یا زمین میں، خشکی میں یا دریا میں۔ یہ تمثیل ہے
اسکی کہ جو کچھ ان سے صادر ہوتا ہے اللہ پاک کا علم اس کا احاطہ کیے ہوئے
ہے۔ کہیں وہ پھریں زمین میں خشکی و دریا سے اور اللہ تم پر رقیب و نگہبان ہے
تمہارے اعمال پر شہید ہے انمیں سے کچھ بھی اس پر مخفی نہیں ہے جہاں کہیں
تم ہو خشکی میں یا تری میں رات میں یا دن میں گھروں میں یا جنگلوں
میں اسکے علم میں برابر ہے اور اسکی بصر و سمع کے تحت میں ہے۔ پس وہ سنتا ہے
تمہارا کلام اور دیکھتا ہے تمہارا مکان ۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد ۲)

(۴) الم تر ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط
ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ
الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم
این ما کانوا ج ثم ینبئھم بما عملوا یوم القیمۃ ط
ان اللہ بکل شیء علیم ۔ (الجزء ۲۸ ۔ المجادلۃ)

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے
زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں انمیں چوتھا اور

نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم نہ زیادہ جہاں وہ نہیں وہ ان کے ساتھ جہاں کہیں ہوں پھر جتاوے گا انکو جو انہوں نے کیا قیامت کے دن بیشک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز۔ (موضح القرآن)

(ف) الم تر ان اللہ الآیہ۔ یعنے کیا نہیں جانا تو نے کہ اسکا علم تمام محیط ہے اس شی کو جو کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ بایں طور کہ جو کچھ اسمیں ہے۔ اس سے کچھ بھی اسپر مخفی نہیں ہے۔ اس کا علم شامل و وسیع ہے۔ اور کل معلومات کو ہے۔ پس فرمایا ما یکون من نجوی ثلثۃ الآیہ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ کرنے والا ہے تین کو چار اور پانچ کو چھ۔ فراء کہتے ہیں کہ عدد مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ پاک تو ہر عدد کے ساتھ ہے قلیل ہو یا کثیر۔ جانتا ہے سر و جہر کو۔ اسپر کوئی پوشیدہ شی مخفی نہیں ہے۔ اسلئے یوں فرمایا ولا ادنیٰ من ذلك الآیۃ۔ یعنے اور نہ اقل اس عدد مذکور سے جیسے ایک اور دو اور نہ اکثر اس سے جیسے چھ اور سات مگر حال یہ ہے کہ وہ اپنے علم سے ان کا مصاحب ہے جو کچھ وہ سرگوشی کرتے ہیں اسکو جانتا ہے اس میں سے کچھ بھی اسپر چھپا نہیں ہے جہاں کہیں وہ ہوں یعنے اس کا علم محیط ہے ہر سرگوشی کو جو ان سے ہوتی ہے کسی مکان میں ہو مکانوں سے گو وہ زمین کے نیچے ہی کیوں نہو الی قولہ پھر ان کو خبر دے گا ان کاموں کی جو انہوں نے کیے قیامت کے دن منظور اس سے انکو توبیخ و سرزنش والزام حجت کرنا ہوگا پھر تاکید کرنے کو فرمایا ان اللہ بکل شیء علیم یعنے بے شک اللہ کو ہر شی کی

خبر ہے کوئی شئ اسپر مخفی نہیں ہے کوئی سی شے ہو۔

الحدیث

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم ستٌّ قیل ما ھن یارسول اللہ قال اذا لقیتہ فسلم علیہ واذا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصح لہ واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ واذا مرض فعدہ واذا مات فاتبعہ رواہ مسلم۔

روایت ہے ابیہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق مسلمان کے مسلمان پر چھ ہیں عرض کیا گیا کیا ہیں وہ اے رسولؐ خدا کے فرمایا کہ جس وقت کہ ملاقات کرے تو مسلمان سے پس سلام کر اسپر اور جسوقت بلاوے تجکو یعنے مدد کرنے کیلئے یا ضیافت کیلئے پس قبول کر اور جسوقت خیر خواہی چاہے تجھ سے پس خیر خواہی کر واسطے اسکے اور جسوقت چھینکے پھر الحمد للہ کہے پس جواب دے اسکو یعنے یرحمک اللہ کہہ۔ اور جب بیمار ہو پس پوچھ اسکو اور جسوقت مرجاوے ساتھ جا اسکے یعنے نماز ودفن کے لئے رواہ مسلم۔

(ف) اور جب بیمار ہو پس پوچھ اگرچہ ایک بار ہو اور یہ مشہور ہے کہ بعض اوقات میں عیادت بیمار کی نہ کیجاوے۔ کچھ اصل اسکی نہیں بلکہ باطل ہے اور اس حدیث میں بیان خیر خواہی کا زیادہ ہے اور اسمیں حقوق

مسلمان کے مسلمان پر چھ فرمائے اور اوپر کی حدیث میں پانچ پس مراد حصر نہیں ہے حقوق مسلمانی کے بہت ہے۔ ہر مقام میں کچھ کچھ اسمیں سے بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ احکام وحی میں بتدریج یعنے ٹھہر ٹھہر کر نازل ہوں یعنے پہلے پانچ نازل ہوئے ہوں۔ پھر چھ۔ (مظاہر حق جلد دوم)

(۲) وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنتہم ولعنہم اللہ وکل نبی یجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمتسلط بالجبروت لیعز من اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک لسنتی۔ رواہ البیہقی فی المدخل ورزین فی کتابہ۔

اور روایت ہے حضرت عائشہ سے رضی اللہ عنہا کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ طرح کے شخص ہیں کہ لعنت کرتا ہوں میں انکو اور لعنت کی ان کو اللہ نے اور جو نبی ہے مستجاب الدعوات ایک تو وہ کہ زیادہ کرے بیچ کتاب اللہ کے اور دوسرا فرقہ وہ کہ جھٹلاوے تقدیر الٰہی کو اور تیسرے وہ ہے کہ غالب ہو جاوے ساتھ زبردستی کے کہ عزت دے جسکو ذلیل کیا اللہ نے اور ذلیل کرے جسکو عزت کیا اللہ نے چوتھا وہ ہے کہ حلال کرے بیچ حرم اللہ کے۔ پانچواں وہ ہے کہ حلال جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ نے چھٹا وہ شخص ہے کہ چھوڑ دیا میری سنت کو۔ روایت کی بیہقی نے بیچ کتاب

مدخل کے اور رزین نے بیچ کتاب اپنی کے۔

(ف) لعنت کی ان کو اللہ نے گویا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں لعنت کرتے ہیں فرمایا ہے کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ کل نبی مجاب کا جملہ معترضہ ہے یعنے کلام علیحدہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب اللہ کے یہ کہ لفظ بڑھاوے۔ یا اسطرح سے بیان کرے کہ معنے مخالف ہوں اللہ کے حکم کے اور مراد متسلط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہش نفسانی اور غلبۂ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عالموں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور حلال کرے بیچ حرام اللہ کے۔ یعنے مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مانند شکار کرنے کے اور کاٹنے درخت کے اور داخل ہونیکے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ نے یعنے ایذا دینی اولاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے اسپر بھی لعنت ہے۔ یا مراد اس سے یہ ہے کہ میری اولاد ہو کر جس چیز کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اسکو کرنے لگے حلال جانکر اسمیں تنبیہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کے اولاد ہو کر خدا کے گناہ نکریں۔ یعنے انکو اللہ کے گناہ کرنے میں زیادہ تر ڈر ہے اور چھوڑ دیا سنت میری کو۔ جو ازراہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ گنہگار ہے۔ اور جو کوئی ہلکا جانکر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے۔ اور لعنت ہیں دونوں

کئے جاتے ہیں۔ لیکن اول زجر اور شدت اور دوسرا خفیفت اور اگر احیاناً سنت ترک ہو گنہگار نہیں ہوتا۔ مگر برا یہ بھی ہے۔ (مظاہر حق جلد اول باب الایمان بالقدر)

(۳) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (رواہ مسلم)

اور روایت ہے ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے اور دیا گیا میں کلمے جامع یعنے کلام مختصر جو بہت معنوں کو شامل ہو۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد جوامع الکلم سے قرآن شریف ہے۔ کہ تھوڑی سی لفظوں میں بہت سے معنے خدا تعالی نے جمع کئے ہیں اور معنے اول خوب ظاہر ہیں۔ اور فتح دیا گیا میں دشمنوں کے دل میں رعب ڈالنے کے ساتھ اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی اور بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت۔ نقل کی یہ مسلم نے۔

(ف) یعنے وحی منقطع ہوئی اور رسالت تمام ہوئی۔ بعد میرے کوئی بھی نبی نہ ہوگا اور دین کامل ہوا اور حضرت عیسیٰ کا اترنا بھی اسی دین کے رواج دینے کو ہوگا۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۲) وعن عبادة بن الصّامت رضی اللہ عنہ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم واَدّوا اذا ائتُمِنتُم واحفظوا فروجکم وغضّوا ابصارکم وکفّوا ایدیکم۔ رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان۔

اور روایت ہے عبادہ بن صامت سے رضی اللہ عنہ کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ متکفل و ضامن ہو واسطے میرے چھ چیزوں کے واسطے۔ سنفعت نفسوں اپنے کے ضامن ہونگا میں واسطے تمہارے بہشت کا یعنے داخل ہونے بہشت کا ساتھ اچھے لوگوں۔ سچ بولا کرو جبوقت کہ بات کہو۔ اور پورا کرو جبکہ وعدہ کرو اور ادا کرو امانت جبکہ امانت دئیے جاؤ اور نگہبانی کرو شرمگاہ اپنے کی یعنے حرام کاری بچاؤ اور بند کرو نگاہ اپنی یعنے دیکھنے اس چیز کے سے کہ نہیں جائز ہے دیکھنا اُسکا مانند نامحرم وغیرہ کے اور بند رکھو اپنے ہاتھ یعنے مارنے سے اور پکڑنے اُس چیز کے سے کہ حرام و مکروہ ہے یا یہ معنے ہیں کہ باز رکھو اپنے نفسوں کو ظلم سے۔ روایت کی یہ احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

(ف) یعنے وہ اول داخل ہوگا بہشت کے درجات عالی میں اور یہ ضمانت حقیقت میں پروردگار کیطرف سے ہے۔ جیساکہ اپنے فضل سے ضامن رزق بندوں کا ہوا ہے۔ ویسے ہی وعدہ قوی جزائے اعمال کا بھی کیا ہے

اور آنحضرت م اسکے ہیں - یہ فائدہ مولوی قطب الدین صاحب حدیث بخاری میں لکھا ہے - ہم نے یہاں لکھدیا - (مظاہر حق جلد چہارم)

(۵) وعن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال احتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ من صلوۃ الصبح حتی کدنا نتراءی عین الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجوز فی صلوتہ فلما سلم دعا بصوتہ فقال لنا علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا فقال اما انی ساحدثکم ما حبسنی عنکم الغداۃ انی قمت من اللیل فتوضات فصلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی فاستثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت رب لبیک قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری رب قالہا ثلاثا قال فرایتہ وضع کفہ بین کتفی قد وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت فی الکفارات قال ما ھن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوۃ واسباغ الوضوء فی المکروھات قال ثم فیم قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوۃ باللیل والناس

بنام - قال سل قلت اللهم انی اسالك فعل الخیرات وترك المنكرات وحب المساكین وان تغفرلی وترحمنی واذا اردت فتنة فی قوم فتوفنی غیر مفتون واسالك حبك وحب من یحبك وحب عمل یقرب الی حبك قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم انها حق فادرسوها ثم تعلموها - (رواہ الترمذی) وقال هذا حدیث حسن صحیح فی قال صاحب تحفة الاحوذی اخرجہ احمد و الطبرانی والحاکم ومحمد بن نصر وابن مردویة -

اور روایت ہے معاذ بن جبل سے رضی اللہ عنہ وہ کہتے ہیں ایک دن صبح کو نماز کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر سے تشریف لائے اتنی دیر ہو گئی تھی کہ گویا اب سورج نکلا ہی چاہتا ہے - بہت تیز قدم آئے تکبیر ہوئی اور آپنے ہلکی نماز پڑھائی - سلام پھیرتے ہی ہماری طرف رخ کیا - اور باواز بلند فرمایا - مسلمانو ؟ جسطرح صفوں میں تم اب بیٹھے ہو بیٹھے رہو اور سنو! میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ آج صبح مجھے دیر کیوں لگی ؟ میں رات کو اٹھا - وضو کر کے جتنی نمازیں مقدر میں تھی ادا کی - نماز میں ہی مجھ پر اونگھ جیسی کیفیت طاری ہو گئی - بدن بوجھل ہو گیا - ناگہاں میں دیکھتا ہوں کہ اللہ عزوجل بہترین صورت میں میرے سامنے ہے - اور فرما رہا ہے - اے محمدؐ! میں نے کہا - خدایا میں تیری غلامی میں حاضر ہوں - فرمایا بتلاؤ بلند درجے

فرشتے اس وقت کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا پروردگار مجھے کیا خبر؟ تو میں نے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا۔ یہانتک کہ اسکی پوریوں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی پھر ہر چیز میرے سامنے کھل گئی۔ پھر فرمایا کہ اے محمد میں نے پھر لبیک اے پروردگار کہا۔ فرمایا بتلاؤ او نچے فرشتے کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا۔ کفارہ کے بارہ میں۔ پوچھا بتلاؤ کفارہ کیا ہیں۔ میں نے کہا پیروں چل کر جماعت نماز میں جانا۔ نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں بیٹھے رہنا تکلیف کے وقت کامل وضو کرنا اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا ان فرشتوں کی بات چیت اور کس امر میں ہو رہی ہے میں نے کہا درجوں کے بارے میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کھانا کھلانا۔ نرم کلامی کرنا۔ لوگوں کی نیند کی حالت میں نماز ادا کرنا۔ فرمایا کچھ مانگ۔ تو میں نے یہ دعا مانگی۔ اے اللہ میں تجھ سے بھلائیوں اور نیکیوں کے کرنے کی اور برائیوں اور بدیوں سے بچنے کی توفیق طلب کرتا ہوں اور تجھ سے مسکینوں کی محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو مجھے بخشے اور مجھ پر رحم فرمائے۔ میری چاہت ہے کہ جب کو کسی قوم کو کسی فتنے میں ڈالنا چاہے تو مجھے اس فتنے سے پڑنے سے پہلے ہی فوت کرلے۔ الٰہی میرا سوال کہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان کی محبت بھی دے جن سے تو محبت کرتا اور ان اعمال کی چاہت دے جو تیری محبت سے نزدیک

کرنے والے ہیں۔ حضور نے اپنے مقتدیوں سے فرمایا سنو یہ سب حق اور سچ ہے۔ تم اسے پڑھتے رہو۔ اس کا درس دو اور اوروں کو سکھاتے رہو۔ میرے عزیز ذی عزت بھائیو! اللہ کے رسول کے اس فرمان کے بعد مجھے گو ضرورت نہیں۔ لیکن ادائگی سنت کے طور پر میں بھی آپ سے یہی کہونگا کہ اس دعا کو یاد کر لو۔ اپنے گھر والوں کو یاد کراؤ اُسے سیکھو سکھاؤ۔ حضرت العلام مولانا محمد صاحب جونا گڑھی ثم الدہلوی کا خطبات محمدی جلد دوم علیہ الرحمۃ والغفران ۔ روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا اُسنے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کہا صاحب تحفۃ الاحوذی اسکو نکالا ہے احمد نے اور طبرانی نے اور حاکم نے اور محمد بن نصر نے اور ابن مردویہ نے +

الفصل السّابع فی السّبعۃ

ساتواں فصل سات چیزوں میں

القُراٰن

(۱) مثل الذین ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ (الجزء ۳۔ البقرۃ)

مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے۔ اللہ بڑھاتا ہے جس کیواسطے اللہ کشائش والا ہے سب جانتا۔

(ف) ۔ یہ ایک کہاوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے واسطے دوچند ہونے ثواب کے بیان فرمائی ہے۔ یعنے جو شخص اللہ کی راہ و مرضی میں اپنا مال اٹھاتا ہے تو وہ نیکی اسکی دس گنی سے سات سو گنی تک بڑھ جاتی ہے معلوم ہوا کہ ضعف کی مراتب ہیں ادنٰے مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی کی دس نیکیاں ہوتی ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی سات سو گنے ہو جاوے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی دو لاکھ گنے ہو۔ چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ اجر بے حساب ملے۔ یہ مراتب بحسب اخلاص عمل و حلت مال متفاوت ہوتے ہیں۔ اللہ کا فضل بہت واسع ہے وہ جانتا ہے کہ کون کس مرتبہ کا مستحق ہے۔ کس کا ایک درہم دوسرے کے ہزار درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے لا تسبوا اصحابی فلو ان احد کم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم و لا نصیفہ ۔ (متفق علیہ) یعنے کہ اگر تم برابر کوہ احد کے راہ خدا میں سونا خرچ کرو تو اس نصف مد کو وہ نہیں پہنچتا جو صحابہ نے صرف کیا ہے اس کا سبب کچھ نہیں مگر یہی اخلاص عمل حسن نیت مال حلال صرف نفقہ بروقت حاجت ۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد اول)

(۲) وان جھنم لموعدھم اجمعین لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم ۔ (الجزء ۱۴ - الحجر)

اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کو ان میں ایک فرقہ بٹ رہا ہے ۔

(ف) جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے ہی دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے کہ بعضے لوگ بڑے فضل سے جاوینگے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں۔ (موضح القرآن)

(۳) ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم (الجزء۱۴ الحجر)

اور ہم نے دی ہیں تجھکو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا

(ف) یعنے یہ نعمت بڑی دیکھ اور کافروں کی ضد سے خفا نہو سات آیتیں وظیفہ کہا۔ سورۂ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی اسی کو کہا۔ ہر سورت قرآن ہے پر وہ سب سے بڑی سے ہیں۔ رسول نے فرمایا جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو۔ پھر کسی کی اور نعمت دیکھکر جو ہوس کرے تو اس نے قرآن کی قدر نہ جانی۔ (موضح القرآن)

(۴) ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمٰت اللہ ان اللہ عزیز حکیم (الجزء۲۱ لقمان)

اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں۔ سمندر ہو اسکی سیاہی اسکے پیچھے سات سمندر نہ نبڑیں باتیں اللہ کی۔ بے شک اللہ زبردست ہے۔ حکمتوں والا۔ (موضح القرآن)

(ف) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنی عظمت وکبریا وجلال واسماءِ حسنیٰ وصفاتِ علیا وکلماتِ تامہ کی

کہ جن کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی بشر کو ان کی کنہ و حقیقت واحصاو شمار پر کسی طرح کی اطلاع ہے۔ جسطرح کہ خاتم رسل و سید البشر صاحب قرآں طہر و اعطر نے ارشاد فرمایا ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۔ یعنے میں احصاو شمار نہیں کرتا ہوں ثنا کا تجھ جیسی کہ تو نے اپنے نفس پر ثناء کی ہے۔ پس فرماتا ہے ولو ان ما فی الارض الآیہ ۔ یعنے اگر زمین کی سارے درخت قلم بنائے جائیں اور سمندر سیاہی بنایا جائے اور سات سمندر اسکے ساتھ اسکو مدد کریں پھر ان سے اللہ کی باتیں لکھی جائیں جو کہ اسکی عظمت وصفات و جلال پر دال ہیں۔ تو قلم ٹوٹ جائیں اور دریاؤں کا پانی نبڑ جائے اگرچہ ان کے مثل اور دریا مدد کو آئیں ۔ سات کا ذکر تو بطور مبالغے کیا گیا ہے حصر مراد نہیں ہے۔ اور نہ یہ ہے کہ وہاں سات دریا موجود ہیں اور عالم کو محیط ہیں ۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے قل لو کان البحر الآیہ پس بمثلہ سے مراد فقط اسکے مثل ایک اور نہیں ہے۔ بلکہ اسکے مثل اور پھر اس کے مثل اور پھر اسکے مثل اور پھر اسیطرح اور گنتے چلے جاؤ ۔ کیونکہ اللہ پاک کے آیات و کلمات کا کچھ حصر تو ہے نہیں کہ کسی حد تک انتہا ہو جائے وہ تو ایک بے حد و بے نہایت امر ہے۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان) جلد ۱۱

(۵) فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین واوحی فی کل سماء امرھا وزینا السماء الدنیا بمصابیح ذلک

پھر ٹھہرا دیئے وہ سات آسمان دو دن میں اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا اور رونق دی ہمنے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے اور نگہبانی یہ سادھا ہے اس زبردست خبردار کا

(ف) دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت۔ سبزہ جو خلق کی خوراک ہے۔ پھر آسمان سارا ایک تھا دھواں سا اُس کو بانٹ کر سات کئے اور ہر ایک کا کارخانہ خدا نے ٹھیرایا۔ پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے۔ یعنے ارادہ کیا کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بساوے اپنی طبیعت سے ملیں۔ یا اور سے زور سے ملیں تو وہ دونوں آ ملے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو بادلیں اٹھیں۔ ان سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھی پانی ہو کر برسے۔ چار عنصر زمین پر جمع ہوں۔ مخلوقات پیدا ہوں۔ اور پہلے زمین میں رکھیں تھیں خوراکیں یعنے اس میں قابلیت تھی ان چیزوں کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم جدا ہے رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بستی ہے۔ ان کا کیا اسلوب ہے۔ اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں۔ اسقدر آسمان کیا خالی پڑے ہونگے۔ (موضح القرآن)

الحدیث

(۱) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونھانا عن سبع امرنا بعیادۃ المریض واتباع الجنائز وتشمیت العاطس

ورد السلام واجابة الداعی وابرار المقسم ونصر المظلوم ونهانا عن خاتم الذهب وعن الحریر والاستبرق والدیباج والمیثرة الحمراء والقسی وانیة الفضة وفی روایة وعن الشرب فی الفضة فانه من شرب فیها فی الدنیا لم یشرب فیها فی الاخرة۔ (متفق علیه)

روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا حکم کیا ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا اور منع فرمایا سات چیزوں سے حکم کیا ہمکو ساتھ عیادت بیمار کے اور جانیکے ہمراہ جنازہ کے اور جواب دینے سلام کے اور قبول کرنے بلانے والے اور سچا کرنے قسم کھانے والے کے اور مدد کرنی مظلوم کی۔ اور منع فرمایا ہمکو پہننے انگوٹھی سونے کی سے اور پہننے ریشم کے سے اور اطلس کے سے اور دیبا کے سے اور استعمال کرنے زین پوش سرخ کے سے اور کپڑے قسی کے سے اور منع فرمایا استعمال کرنے باسن چاندی کے سے اور ایک روایت میں ہے پینے سے چاندی کے باسن میں اسلئے کہ تحقیق جو شخص پیویگا اسمیں دنیا میں نہ پیویگا اسمیں بیچ آخرت کے روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) سچا کرنے قسم کھانے والے کے۔ یعنے اگر کوئی شخص قسم کھاوے ایک امر آیندہ پر اور تو قادر ہو اوپر پوری کرنے قسم اسکی کے اور اس میں گناہ نہ ہو۔ مثلاً اگر قسم کھاوے کہ میں تجھ سے جدا نہیں ہونگا یہاں تک کرے تو

ایسا کام اور تو قادر ہو اسکے کرنے پر پس کرنا کہ اسکی قسم ٹوٹے نہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی کسی کو قسم دلاوے کہ تجھے خدا کی قسم یہ کام کر تو مستحب ہے اسکو کہ کرے وہ کام واسطے تعظیم نام پروردگار کے اگرچہ لازم نہیں اور مدد کرنی مظلوم کی واجب ہے داخل ہے اسمیں مسلمان اور ذمی اور کبھی ہوتی ہے مدد ساتھ قول کے اور کبھی ساتھ فعل کے اور میثرہ اس زین پوش کو کہتے ہیں کہ روئی بھری ہوتی ہے اسمیں اور اسکو زین پر ڈال کر بیٹھتے ہیں اسکو مند زین کہتے ہیں۔ عادات عجم سے ہے۔ وہ ازراہ تکبر کے حریر و دیبا وغیرہ سے بناتے ہیں۔ پس وہ اگر حریر کا ہو ہر رنگ کا حرام ہے۔ اور اگر حریر کا نہو اور ہو سرخ تو مکروہ ہے اور نہیں تو نہیں۔ اور قسی نام ایک کپڑے کا ہے کہ ریشم اور کتان سے بُنا جاتا ہے۔ وہ منسوب طرف قس کے وہ ایک قریہ ہے مصر کا اور استعمال کرنے چاندی کے باسن سے منع فرمایا۔ اور یہی حکم سونے کے باسن کا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ ہے۔ اس کا استعمال کرنا اور چیزیں جو مذکور ہوئیں۔ مردوں کو منع ہے سوائے باسن چاندی کے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کو استعمال ان کا درست نہیں اور پیویگا اسمیں آخرت میں۔ ظاہر تو یہ ہے کہ کہا جاوے کہ وہ پینے کا نہیں آخرت میں مدت عذاب اپنے تک یا وقت وقوف اور حساب کے یا جنت میں ایک مدت تک نہیں پیئے گا پھر پیویگا اور ایسے ہی مراد نہ پہننے ریشم سے ہے اس حدیث میں من لبسہ فی الدنیا لم

بلبسہ فی الاخرۃ۔ اور ایسی ہی نہ پیئے شراب سے اس حدیث میں من شربھا فی الدنیا لم یشربھا فی الاخرۃ۔ (مظاہر حق جلد دوم)

(۲) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات حسب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجلٌ تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لا یعلم شمالہ ما تنفق بمینہ۔ (متفق علیہ)

روایت ہے ابی ہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات شخص ہیں کہ سائے میں رکھیگا انکو اللہ بیچ سایہ اپنے کے اُس دن کہ نہیں سایہ مگر سایہ اُس کا۔ ایک سردار عادل۔ دوسرا وہ جوان کہ جوانی خرچ کرے اللہ کی بندگی میں۔ تیسرا وہ شخص کہ دل اسکا لگا ہوا ہے مسجد میں جسوقت کہ نکلتا ہے اس سے یہانتک کہ پھر جائے طرف اُس کے اور چوتھے وہ دو شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپسمیں واسطے اللہ کے اکھٹے ہوتے ہیں اُسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں اُسی کی محبت میں یعنے حاضر و

غائب خالص محبت رکھتے ہیں۔ اور پانچویں وہ شخص کہ یاد کرتا ہے
اللہ کو تنہا پس بہتی ہیں آنکھیں اسکی۔ اور چھٹا شخص وہ ہے کہ بلایا اسکو
ایک عورت نے کہ صاحب حسب اور جمال کی ہو یعنی بارادۂ بد بلایا پس
پس کہا تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ سے۔ اور ساتواں وہ شخص کہ دیا کچھ للہ
پس چھپایا اسکو یہانتک کہ نہ جانا بائیں ہاتھ اسکے نے کہ کیا خرچ کیا داہنے
ہاتھ اسکے نے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) سائے میں رکھیگا یعنے داخل کریگا رحمت اپنی میں اور
محفوظ رکھیگا سختیوں آخرت کی سے۔ بعضوں نے کہا ہے مراد سائے
سے سایہ عرش کا ہے اور آخر جملے کے معنے یہ ہیں کہ اسطرح پوشیدہ دیتا ہے
کہ نہیں جانتا ہے وہ شخص کہ بائیں طرف اسکے ہوتا ہے اس چیز کو کہ
خرچ کرتا ہے دائیں طرف اپنے۔ اور بعضوں نے معنے اسکے یہی لکھے ہیں جو کہ صاحب ترجمہ
نے لکھے اس صورت میں یہ کنایہ ہے کمال پوشیدگی سے۔ (مظاہر حق جلد اول)

(۳) وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث
ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا
وفی رواية ولا تنافسوا۔ (متفق عليه)

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم گمان بد سے اسکے گمان بد دروغ ترین باتوں کا ہے۔ اور نہ معلوم کرو خبر کو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ اظہار کرو سودے کے خریدنے کا اور منظور نہو لینا اور حسد نہ کرو آپسمیں اور نہ غیبت کرو آپسمیں اور ہوؤ بندے اللہ کے۔ بھائی بھائی۔ ایک روایت میں ہے اور نہ حرص کرو۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) دروغ ترین باتوں کا ہے کہ جب کسی پر کچھ گمان لے جاتا ہے۔ حکم کرتا ہے اسپر کہ ایسا ایسا ہے۔ اور چونکہ وہ واقع میں ویسا ہوتا نہیں وہ حکم اسکا جھوٹ ہوگا۔ اور مراد ساتھ بات کے بات نفس کی ہے۔ اور وہ القاءِ شیطانی ہے اور گویا کہ دروغ ترین کہنا اسکو اس سبب سے ہے یا مبالغہ ہے اسی میں اور قرآن میں آیا ہے ان بعض الظن اثم۔ اور مراد اس سے گمان بد ہے اور لکھا ہے علمانے کہ گمان بد کہ نہی آئی ہے اس سے وہ ہے کہ استقرار کرے اور جزم کرے ساتھ اسکے۔ نہ وہ کہ بطور خطرہ کے گذرے دل میں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ موجب گناہ کا جب ہے کہ کلام کرے ساتھ اسکے اور زبان پر لاوے اور بہر تقدیر دلیل نہ رکھتا ہو اسپر یا دونوں دلیلیں متعارض ہوں اور بحکم دلیل اور قرینہ واضحہ کے جو گمان کیجاوے اس سے ماخوذ نہیں ہوتا۔ اور تحسّسوا پہلا ساتھ حاء مہملہ کے ہے۔ اور دوسرا ساتھ جیم کے اور بالعکس اور فرق تحسُّس اور تجسُّس کے علماء نے کئی وجہ کر لیا ہے۔ قاموس میں بیچ فصل جیم کے کہا ہے کہ تحسّس دریافت

کرنا چیزوں کا مثل تحسّس کے اور جاسوس اور جسس مشتق اس سے ہے
بمعنی سر شر اور فصل ج میں کہا ہے کہ جاسوس بمعنے جاسوس کے یا وہ مخصوص ہے
ساتھ خبر خیر کے اور جیم سے مخصوص ساتھ خبر شر کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے
کہ جیم سے دریافت کرنا خبر کا ساتھ نرمی کے اور ح سے دریافت کرنا اس کا
حاسہ سے جیسے کہ چوری سے سننا اور دیکھنا اور بعضوں نے کہا کہ جیم سے تفتیش
کرنا آدمی کے عیبوں سے اور ح سے سننا ان کا اور بعضوں نے کہ جیم سے طلب
کرنا خبر کا غیر کیلئے اور ح سے اپنے لئے۔ اور طیبی نے کہا کہ اول تفحص کرنا
لوگوں کے عیبوں کا اور امور پوشیدہ ان کے کا بذات خود یا بمدد غیر کے
اور دوسرا بذات خود اور وجہ نہی کی بر تقدیر طلب کرنے خبر خیر کے یہ ہو کہ
شاید بعد از اطلاع پانے کے خبر پر حسد پیدا ہو یا طمع حادث ہو۔
اور لا تناجشوا۔ نجش سے ہے۔ نجش ساتھ جزم جیم کے۔ کہا بعضوں نے کہ
مراد اس سے ہے طلب رفعت اور بلندی لوگوں اور بعضوں نے کہا کہ ایک چیز
کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خریدنے کے تا دوسرا اسکی دیکھا دیکھی اتنے
کو لے لے اور اصل میں نجش کہتے ہیں شکار کے پراگندہ کرنے کو۔ اور بعضوں نے
کہا کہ نجش حدیث میں بمعنے ورغلانے کے کسی کو کسی سے شر و خصومت پر۔ اور
حسد آرزو کرنی زوال نعمت غیر ظالم کی یا آرزو کرنی اُس کی اس کی کہ نعمت اسکی
مجکو پہنچ جاوے کذا فی القاموس اور نہ بغض رکھو آپسمیں یعنے احتراز کرو اسباب
حادث ہونے بغض کے سے والا حب و بغض خلقی ہیں کہ بندہ کو انمیں اختیار

نہیں ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ نہ خلاف کرو اہوا، مذہب میں اسلئے کہ بدعت دین میں اور گمراہی راہ مستقیم سے باعث ہیں بغض کی اور ظاہر تر یہ ہے کہ نہی آپس کے بغض سے تاکید ہے تاکید ہے واسطے امر محبت رکھنے کے آپسمیں مطلقا مگر جہاں کہ خلل پڑے دین میں تو اُس صورت میں نہیں جائز ہے محبت آپس کی بلکہ واجب ہے بغض اسلئے کہ غرض شارع کی اجتماع کلمہ امت کا ہے بموجب قول اللہ تعالیٰ کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ محبت آپسمیں سبب ہے اجتماع کی اور بغض آپس کا موجب ہے افتراق کا پس معنے یہ ہیں کہ نہ بغض رکھے بعض تمہارا بعضے سے۔ اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ نہ ڈالو تم عداوت مسلمانوں میں پس ہو گی نہی نمیمہ یعنے چغلخوری سے اسلئے کہ اسمیں بنیاد رکھنے فساد کی ہوتی ہے۔ اور لا تدابروا یعنے غیبت نکرو آپس میں پس پشت اور طیبی نے کہا کہ مراد تدابر سے تقاطع ہے یعنے ترک ملاقات اسلئے کہ ہر ایک متقاطعین سے پیٹھ دیتا ہے دوسرے کو یعنے اعراض کرتا ہے بیچ ادای حقوق اسلام کے اور ہو بندے اللہ کے الخ یعنے جب تم بندے ایک مولا کے ہو تو سب عبودیت میں برابر رہو اور آپس میں بھائی۔ اور حسد اور بغض اور غیبت کو چھوڑ دو۔ اور لفظ ولا تنافسوا جو ایک روایت میں ہے ظاہر یہ ہے کہ بعد سب لفظوں کے ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ بعد لا تحاسدوا کے اور معنے تنافس کے فاسد ہیں یا قریب اُس کے اور احتمال ہے اور معنے تنافس کے ہوں میل و رغبت کرنی دنیا میں جیسے کہ ایک حدیث میں

آیا ہے کہ ڈرتا ہوں میں تم پر کہ فراخ ہو تم پر دنیا پس تنافس و رغبت کرو اسمیں۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۴) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما ینتظر احدکم الا غنی مطغیا او فقرا منسیا او مرضا مفسدا او ھرما مفندا او موتا مجھزا او الدجال والدجال شر غائب ینتظر او الساعۃ والساعۃ ادھی وامر رواہ الترمذی والنسائی۔ وقال صاحب تحفۃ الاحوذی اخرجہ النسائی والحاکم وصححہ۔

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے رضی اللہ عنہ اس نے نقل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا نہیں انتظار کرتا ایک تمہارا مگر تو انگری کا کہ گنہگار کرنیوالی اور حد امر نہی سے باہر ڈالنے والی ہے۔ یا انتظار نہیں لیجاتا مگر فقیری کا کہ بھلا دینے والی ہے طاعت حق کو یعنے بسبب گرفتاری بھوک اور برہنگی اور تردد کفاف اور طلب قوت کے۔ یا انتظار نہیں کرتا مگر بیماری کا کہ تباہ کرنیوالی بدن کی یعنے بسبب سختی اپنی ہے یا دین کو بسبب کسل کے کہ پیدا ہوتا ہے بسبب اسکے یا انتظار نہیں کرتا ہے مگر بہت بڑھاپے کا کہ بعقل و بے حواس اور بیہودہ گو کرتا ہے یا موت کا کہ جلدی اور ناگہاں آنیوالی ہے اور ہلاک کرنیوالی ہے کہ فرصت توبہ کی اور قدرت اسپر نہ رہے تا انتظار نہیں لیجاتا ہے مگر دجال کا کہ آخیر زمان میں آوے گا اور گمراہ کریگا اور فتنہ میں

ڈالے گا۔ پس دجال بدغائب ہے کہ انتظار کیا جاتا ہے اس کا اور حاضر ہوگا آخیر زمانہ میں۔ یا انتظار نہیں کرتا ہے مگر قیامت کا اور قیامت سخت ترین حوادث اور تلخ ترین آفات کی ہے۔ نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے۔

(ف) حاصل معنے حدیث کے یہ ہیں کہ فرماتے ہیں کہ آدمی فرصت اور فراغت کو غنیمت نہیں جانتا۔ گویا ان آفات اور مکروہات کا انتظار کرتا ہے یعنے حالت فقر میں کہ آسائش اور سلامتی حال کو غنیمت نہیں جانتا اور فقر پر صبر نہیں کرتا مگر توانگری کو چاہتا ہے کہ سرکشی میں ڈالے اور راہ راست سے لیجاوے۔ اور اسیطرح حالت غنا میں کہ شکر نہیں کرتا اور نعمت خدا کو نہیں پہنچاتا۔ اور عبادت حق کی قدر نہیں کرتا۔ مگر فقر کو چاہتا ہے کہ تمام عبادتوں اور بھلائیوں کو بھلاوے اور اسیطرح معنے اور جملوں کے سمجھ لے۔ ح نہیں انتظار کرتا الخ۔ یہ واقع ہوا ہے بطور توبیخ کے اوپر تقصیر مکلفین کے بیچ دین اپنے کے یعنے کب عبادت کروگے تم اپنے رب کی۔ پس تم نے اگر نہ عبادت کی اسکی باوجود قلت شواغل اور قوت بدن کے تو کیونکر عبادت کروگے اسکی باوجود کثرت مشاغل اور ضعف قویٰ کے۔ شاید ایک تمہارا نہیں انتظار کرتا مگر توانگری۔

(۵) وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال امرنی خلیلی بسبع امرنی بحب المساکین والدنو منھم وامرنی ان انظر الی من دونی ولا انظر الی من ھو فوقی وامرنی ان اصل الرحم

وادبرت وامرنی ان لا اسأل احدا شیئا وامرنی ان اقول بالحق وان کان مرا وامرنی ان لا اخاف فی اللہ لومۃ لائم وامرنی ان اکثر من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانھن من کنز تحت العرش۔ (رواہ احمد)

اور روایت ہے ابی ذر سے رضی اللہ عنہ کہ کہا حکم کیا مجھکو جانی دوست میرے نے یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سات خصلتوں کے اول حکم کیا مجھکو ساتھ دوستی مسکینوں کے اور نزدیک ہونیکے ان سے اور دوسرے حکم کیا مجھکو کہ نظر کروں میں طرف اس شخص کے کہ کمتر ہے مجھ سے یعنے امور دنیا میں اور نہ نظر کروں میں طرف اس شخص کے کہ زیادہ ہو مجھ سے یعنے مال وجاہ اور منصب میں۔ اور تیسرے حکم کیا مجھکو یہ کہ ملائے رکھوں ناطے کو اگرچہ کاٹے ناطہ یعنے ناطے والا۔ اور چوتھے حکم کیا مجھکو یہ کہ نہ مانگوں میں کسی سے کچھ۔ اور پانچویں حکم کیا مجھکو کہ کہوں میں حق اگرچہ تلخ اور ناخوش آیندہ یعنے سننے والے پر۔ اور چھٹے حکم کیا مجھکو یہ کہ دوں میں بیچ دین خدا کے اور بیچ امر معروف اور نہی منکر کے ملامت کرنے کسی ملامت کرنے والے کے سے۔ اور ساتویں حکم کیا مجھکو یہ کہ بہت کیا کروں میں کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پس تحقیق یہ سات خصلتیں اس خزانے سے ہیں کہ رب العزت لے لیتے ہے نیچے عرش کے کہ فیوض اور برکات اس سے نازل ہوتی ہیں۔ نقل کی یہ احمد نے۔

(ف) ضمیر لفظ فانھن کی حضرت شیخ نے تو سات خصلتوں مذکورہ کی طرف پھیری ہے۔ اور ملا علی نے اس کلمہ یعنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیطرف کہا کہ یہ کلمات جملہ گنج معنوی سے ہیں کہ رکھا گیا ہے وہ گنج نیچے عرش رحمان کے نہیں پہنچتا طرف اسکے کوئی مگر بحول خدا اور قوت اسکی کے۔ یا گنج ہیں گنجوں جنت کے سے اسلئے کہ عرش چھت اسکی ہے۔ اور کہا کہ بعید ہے قول اس کا کہ کہا خصلتیں سات گنج سے ہیں کہ نیچے عرش کے ہے۔ اسلئے کہ یہ بات بلا دلیل ہے۔ بلکہ وارد ہوا ہے طرق کثیرہ سے صحاح ستہ وغیرہ میں کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ گنج ہے جنت کے گنجوں میں سے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اسکے معنوں میں پس بعضوں نے تو کہا کہ اس کلمہ کا نام کنز رکھا گیا۔ اسلئے کہ یہ مانند کنز کے ہے بیچ نفاست اور محفوظ ہونے اپنے کے لوگوں کی نظروں سے۔ یا اسلئے کہ یہ جنت کے ذخیروں میں سے ہے۔ یا یہ کہ اس کے کہنے والے کے لئے ثواب نفیس ذخیرہ رہتا ہے جنت میں اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمہ حضرت کے پاس پڑھا۔ پس فرمایا آپنے کہ جانتا ہے تو کیا ہے تفسیر یعنے معنے اسکے میں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اس کا خوب جانتے ہیں۔ فرمایا نہیں ہے پھرنا اور بچاؤ اللہ کے گناہ سے مگر ساتھ بچانے اللہ کے۔ اور نہیں ہے قوت اللہ کی اطاعت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے انتہی۔ اور مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے وصیت کی ہے طالبوں کو ساتھ تکرار اس کلمہ کے اور کہا ہے کہ کوئی چیز مددگار زیادہ

اس سے واسطے توفیق عمل کے نہیں ہے۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

الفصل الثّامن فی الثمانیۃ

فصل آٹھواں آٹھ چیزوں میں

القراٰن

(۱) ثمنیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین قل ءآلذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین ط نبئونی بعلم ان کنتم صٰدقین۔ ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین ط قل ءآلذکرین حرم ام الانثیین ط اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین ط ام کنتم شھدآء اذ وصکم اللہ بھذا ج فمن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا لیضل الناس بغیر علم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین۔

پیدا کئے آٹھ نر و مادہ بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دو نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو لپٹ رہا ہے مادوں کے پیٹ میں بتاؤ تم مجھکو سند کر تم سچے ہو۔ اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو اور گائیں سے دو پوچھ تو دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا جو لپٹ رہا ہے مادوں کے پیٹ میں یا تم حاضر تھے جس وقت اللہ نے تمکو یہ کہہ دیا تھا۔ پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر تا لوگوں کو بہکاوے بغیر تحقیق بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ہے بے انصاف لوگوں کو۔

(ف) یہ بیان ہے عرب کے جہل کا اسلام سے پہلے کہ انہوں نے مواشی کے اجزاء انواع مقرر کر کے بعض کو حرام ٹھیرا رکھا تھا کوئی بحیرہ تھا۔ کوئی وصیلہ کوئی سائبہ کوئی حام اسکے سوا اور انواع بھی انعام میں ایجاد و ابتداع کئے تھے اسی طرح زروع و ثمار میں اقسام مقرر فرمائے تھے۔ اللہ نے انواع انعام کو بیان کر دیا۔ فرمایا کہ سفید بھیڑ ہے۔ سیاہ بکری ہے۔ پھر ان میں کوئی نر ہے۔ کوئی مادہ ہے یہی حال اونٹ و گاؤ کا ہے سو اللہ نے نوان اقسام ہشتگانہ میں سے کسی شے کو حرام نہیں کیا نہ ان کی اولاد کو۔ بلکہ سب کو واسطے بنی آدم کے پیدا کیا کہ انکو کھاویں اور ان پر سوار ہوں۔ ان کا دودھ پئیں اور طرح طرح کے منافع حاصل کریں۔ لیث نے کہا جاموس و بختی منجملہ ازواج ثمانیہ کے ہیں۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان ج ۲)

(۳) قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھٰتین علیٰ ان تاجرنی ثمٰنی حجج ۚ فان اتممت عشرا فمن عندک ۚ و ما ارید ان اشق علیک ۚ ستجدنی ان شاء اللہ من الصلحین ﴿الجزء ۲۰ القصص﴾

کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھکو ایک بیٹی اپنی ان دو میں سے اس پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس۔ پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو تیری طرف اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں تو آگے پاویگا مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے۔

(ف) ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے۔ سو آٹھ برس پیچھے آ کر مکہ فتح کیا۔ اگر چاہتے اسی وقت شہر خالی کر والتے کافروں سے۔ لیکن اپنی

خوشی سے دس برس پیچھے کا فروں سے پاک کیا۔ ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا۔
قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور حضرت شعیب پیغمبر تھے۔ (موضح القرآن)

(ف) علمائے مفسرین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں تین باتوں میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ پہلی یہ کہ مصر سے جاکر جن بزرگ سے مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے وہ بزرگ آیا حضرت شعیب علیہ السلام تھے یا دوسرے کوئی اور شخص۔ دوسرے یہ کہ ان بزرگ کی چھوٹی لڑکی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا یا بڑی سے۔ تیسرے یہ کہ ان بزرگ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو شرط ٹھیری تھی کہ حضرت موسی علیہ السلام ان بزرگ کے پاس کم از کم آٹھ برس رہیں اور ہو سکے تو اور دو برس اپنی طرف اور اپنی خوشی سے پورے کریں۔ پھر یہ معلوم نہ ہوا کہ مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ برس رہے یا دس برس اگرچہ یہ تینوں باتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی پر قرآن شریف کی تفسیر منحصر نہیں کس لئے کہ قرآن شریف کی تفسیر کے لئے اسقدر بیان کرنا کافی ہے کہ مصر سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کو گئے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جن بزرگ کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر نہیں کیا۔ اور ان بزرگ کی ایک بیٹی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نکاح ہوا خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی۔ اور آٹھ برس یا دس برس حضرت موسی علیہ السلام مدین میں رہے۔ (ابن کثیر۔ خازن۔ احسن الفوائد)

(۳) خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا وانزل

لکم من الانعام ثمٰنیۃ ازواج ط (الجزء ۲۳- الزمر)

بنایا تمکو ایک جی سے پھر بنایا پھر بنایا اسی سے اسکا جوڑا۔ (موضح القرآن)

(ف) پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ وافعال قاہرہ سے جو کہ دال ہیں ماذکر پر ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا وانزل لکم من الانعام ثمٰنیۃ ازواج - یہ جملہ معطوف ہے خلقکم پر انعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ میں اسلئے ادا فرمایا۔ کہ مروی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کو جنت میں پیدا کیا۔ پھر انکو زمین کی طرف اتارا۔ پس اس صورت میں انزال حقیقۃً ہوگا۔ جس طرح کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے وانزلنا الحدید فیہ باس شدید۔ اسلئے کہ حضرت آدم علیہ السلام جس وقت زمین کی طرف اتارے گئے تو لوہا ان کے ساتھ نازل کیا گیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ نسبت انزال کی انعام کی طرف مجازاً ہو۔ اسواسطے کہ چوپائے چونکہ زندہ نہیں رہ سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی اسی پانی سے ہوتی ہے۔ اور پانی آسمان سے اتارا جاتا ہے تو چار پائے گویا کہ آسمان سے اتارے گئے کیونکہ ان کے سبب کا سبب منزل من السماء ہے۔ اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے ہیں۔ اس باب سے یہ آیت ہے قد انزلنا علیکم لباسا۔

(ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد دوازدہم)

(۴) واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ۔ سخرھا علیھم سبع لیال وثمٰنیۃ ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعیٰ

کانھم اعجاز نخل خاویۃ فھل تری لھم من باقیۃ۔ (الجزء ۲۹ الحاقۃ)

اور جو عاد تھے سو کھپائے گئے ٹھنڈی سناتی کی ہوا سی ہاتھوں سی نکل جاتی یعنے فرشتوں کی تعین کی اپنر سات رات آٹھ دن کٹتی پھر تو دیکھے لوگ انمیں پچھڑ گئے جیسی وہ ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان کا بچ رہا۔ (موضح القرآن)

(ف) عاد وہ قوم ہود علیہ السلام تھے۔ ان کی منازل احقاف میں تھے۔ یہ ایک ریگستان تھا درمیان عمان وحضرموت کے یمن میں ان کی شہر قریش سے قریب تر تھے اور واعظ قریب اکبر ہوتا ہے اور اہلاک ان کا صیحہ سے اشبہ ہی ساتھ نفخ صور کے۔ یہ لوگ باد دبور سے ہلاک ہوئی۔ صرصر کہتے ہیں سخت سرد ہوا کو یا سخت آواز ہوا کو۔ مجاہد نے کہا صرصر باد گرم کو کہتے ہیں یعنے لو اس کو عاتیہ فرمایا۔ کیونکہ وہ طاعت خزان سے باہر نکل گئی اور وہ اسکو بسبب شدت ہبوب کے روک نہ سکی یا اس نے عاد پر سرکشی کی کہ وہ اسکو پھیر نہ سکے۔ بلکہ اسی نے انکو ہلاک کر ڈالا۔ ابن عباس نے کہا عاتیہ بمعنے غالبہ ہے علی سے بھی اسی طرح مروی ہے یہ ہوا ان پر سات رات آٹھ دن مسلط رہے۔ اسمیں رد ہے اس شخص پر جس نے یہ کہا کہ سبب اس کا اتصال کواکب تھا اللہ نے ذکر تسخیر فرما کر اس مذہب کو رد کر دیا اور بتا دیا کہ اسکی قضا و قدر سے ہوا نہ اتصال کواکب سے۔ حسوم کی معنے ہیں شوم ونحس یا پیاپے سنائی سے چلنا۔ کسی نے کہا ابتدا اس

ہوا کے انوار سے ہوئی۔ اور کسی نے کہا جمعہ سے اور کسی نے کہا صبح چہار شنبہ سے دوسری چہار شنبہ تک یہ ہفتہ کامل تھا۔ صرعیٰ سے مراد ہوتی ہیں وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ ڈھنڈھ کھجور کے کھوکھلے یعنی اصول نخل بلا روئیں ساقط یا بالی یا خالی بلا جوف ہوا انکے منہ سے داخل ہوتی جو کچھ ان کے جوف میں ہوتا۔ اسکو دبر کی راہ سے نکالدیتی۔ جب آٹھویں دن وہ مر گئے تو ہوا نے اٹھا کر دریا میں ڈالدیا۔ قصۂ قوم صالح و قوم ہود علیہما السلام کا قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے۔ ہماری شیخ الشیوخ امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی رح اولاد ہود علیہ السلام میں ہیں۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان ج ۱۵)

(۵) والملك على ارجائها ط ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية ط يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية۔ (الجزء ۲۹ الحاقہ)

اور فرشتے ہیں اس کے کناروں پر اور اٹھا رہے ہیں تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اسدن آٹھ شخص۔ اسدن سامنے جاؤ گے چھپ نہ رہیگا تم میں کوئی چھپنے والا۔ موضح القرآن میں کہا ہے اب عرش چار کے کندھے پر ہے۔ چار اسدن اور لگیں گے۔

(ف) حدیث عباس بن عبد المطلب میں ذکر حاملان عرش کا یوں آیا ہے کہ وہ آٹھ بز کوہی ہونگے۔ ابن عمرو نے کہا ہے حملۂ عرش آٹھ ہیں ہر ایک کے گوشۂ چشم سے آخر چشم تک سو برس کا فاصلہ ہے۔ حدیث جابر میں فرمایا ہے مجھکو اذن ہوا ہے کہ میں تمکو ایک فرشتے کی حاملان

عرش سے خبر دوں۔ بعد درمیان ان کے کان کی لَو سے گردن تک اتنا ہے کہ سات سو برس تک ایک پرندہ اوڑے۔ (ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد ۱۵)

الحدیث

(۱) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاسلام ثمانیۃ اسہم الاسلام سہم والصلوۃ سہم والزکوۃ سہم والصوم سہم والحج البیت سہم والامر بالمعروف سہم والنہی عن المنکر سہم والجہاد فی سبیل اللہ سہم وقد خاب من لا سہم له۔ رواہ البزار وابو یعلی ورواہ الدارقطنی کذا فی الترغیب والترھیب للمنذری۔

روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے کہ اسلام کے آٹھ حصّے ہیں۔ اسلام یک حصّہ اور نماز یک حصّہ اور زکوٰۃ یک حصّہ اور روزہ داری یک حصّہ اور حج بیت اللہ یک حصّہ اور امر معروف یک حصّہ اور نہی عن المنکر یک حصّہ اور جہاد فی سبیل اللہ یک حصّہ۔ گھاٹا پایا اس نے جس کے واسطے کوئی حصّہ نہیں رکھا۔ روایت کی یہ بزار نے اور ابو یعلےٰ نے اور روایت کی اسکی دار قطنی نے بھی اسیطرح روایت کی اسکی منذری نے ترغیب و ترہیب میں۔

(ف) اور روایت کی گئی ہے حذیفہ بن یمان رضؓ سے کہ تحقیق اس نے کہا بیچ تفسیر قول خدائے عزوجلّ کے یا ایھا الذین امنوا دخلوا

فی السلم کافۃ۔ اے ایمان والو داخل ہو تم اسلام میں پوری طرح۔ اسلام کے آٹھ حصّے ہیں۔ نماز ایک حصّہ ہے اور زکوٰۃ ایک حصّہ ہے اور روزہ ایک حصّہ ہے اور حج ایک حصّہ ہے اور عمرہ حصّہ ہے اور جہاد حصّہ ہے اور بھلائی کا حکم کرنا حصّہ ہے اور برائی سے منع کرنا حصّہ ہے اور تحقیق ٹوٹا پایا اس شخص نے جو نہیں کوئی حصّہ اسکے لیے۔ (غنیۃ الطالبین تصنیف شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی مترجم اردو)

(۲) وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قد افلح من اخلص اللہ قلبہ للایمان وجعل قلبہ سلیما ولسانہ صادقا ونفسہ مطمئنۃ وخلیقتہ مستقیمہ وجعل اذنہ مستمعۃ وعینہ ناظرۃ۔ فاما الاذن فقمع واما العین فمقرۃ لما یوعی القلب وقد افلح من جعل قلبہ واعیا۔ رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان۔

اور روایت ہے ابی ذر سے رضی اللہ عنہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص کہ خالص کیا اللہ نے دل اُس کا واسطے ایمان کے یعنے ایمان عطا کیا خالص آمیزش نفاق سے اور کیا دل اس کا سالم یعنے حسد اور بغض اور تمام اخلاق بروں اور احوال بد سے مانند دنیا و غفلت کر نیکے مولیٰ سے اور بھول جانے کے عقبیٰ کو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور کی زبان اسکی راستگو اور کیا نفس اسکے کو مطمئن یعنے ساتھ ذکر رب اور محبت اسکی کے اور مطیع

فرمایا حق کا اور کی خلقت اور طبیعت اسکی سیدھی یعنے غیر مایل طرف کجی اور باطل اور افراط و تفریط کے اور کیا اسکے کانوں کو سننے والا بات حق کا اور کیا اسکی آنکھ کو دیکھنے والا یعنے دلائل وحدانیت کا اور صنعتوں پروردگار کا پس کان قیف ہیں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو کہ نگاہ رکھتا ہے اسکو دل اور تحقیق رستگاری پائی اُسنے کہ کیا خدا تعالیٰ نے دل اسکے کو یاد کیا اس نے اپنے دل کو یاد اور نگاہ رکھنے والا حق۔ نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

(ف) کان الخ یعنے کان بسبب پہنچانے اسکے کے کلمۂ حق کو مشابہت ساتھ قمع یعنے قیف کے رکھتے ہیں۔ اور قیف اسکو کہتے ہیں کہ ظرف شیشہ کے منہ پر رکھکر اسمیں سے روغن اور شراب اور مانند انکے کے ڈالا جاتا ہے ظرف میں اسیطرح داخل ہوتا ہے سخن حق از راہ گوش کے دل میں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو اور ظرف اسکا ہوتا ہے یا ظرف کرتی ہے وہ چیز دل کو اور در آتی ہے اسمیں اور بنظر اس معنے کے قلب کو مرفوع اور منصوب پڑھا ہے اور حاصل معنے یہ کہ آنکھ کی راہ سے بھی دلمیں چیزیں در آتی ہیں اور قرار پکڑتی ہیں اور ثابت رہتی ہیں اُسمیں۔ جیسے کہ کان کی راہ سے۔ بعد ازاں حاصل دونوں حکموں کا بیان کیا ساتھ قول اپنے کے وقد افلح۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(۳) وعن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال بایعنا رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وعلی اثرۃ علینا وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی اللہ لومۃ لائم وفی روایۃ وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان۔ (متفق علیہ)

اور روایت ہے عبادۃ بن صامت سے رضی اللہ عنہ کہ کہا بیعت کی ہم نے یعنے عہد کیا ہم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر سننے اور فرمانبرداری کرنے کی بیچ تنگی اور آسانی کے اور وقت خوشی اور ناخوشی کے اور اس پر کہ ترجیح دیویں ہم پر اور اس پر کہ نہ نکالیں ہم امر اہل کی سے اور اسپر کہ کہیں ہم حق جہاں ہوں ہم نہ ڈریں ہم بیچ مقدمہ اللہ کے یعنے دین میں اور کلام حق میں ملامت کرنے والے کے سے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عہد کیا ہم نے اسپر کہ نہ نکال ڈالیں ہم امر کو اہل اسکی سے یعنے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ نہ نکال ڈالو امر کو اہل اسکی سے مگر یہ کہ دیکھو تم کفر صریح کہ نزدیک تمہارے اللہ کی طرف سے اس امر میں دلیل ہو یعنے آیۂ قرآن اور سنت رسول سے کہ احتمال تاویل کا نہ رکھے (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے)۔

(ف)، ترجیح دیویں ہم پر یعنے عہد کیا ہم نے کہ صبر کریں گے ہم اس پر کہ ترجیح دی جاویگی ہم پر یعنے جماعت انصار پر جیسے کہ اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے انصار سے فرمایا تھا کہ بعد میرے اثرہ ہوگا پس

صبر کرنا تم اس پر یعنے ترجیح اور تفضیل دئے جاوینگے تم پر یعنے بخشش و انعام و حکومت میں چنانچہ یہ حال واقع ہوا بیچ عہد امرا کے بعد از خلفائے راشدین کے پس صبر کیا انصار نے اس پر اور اسپر کہ نکالیں ہم الخ یعنے نہ طلب کریں امارہ اور نہ معزول کریں امیر کو اپنے سے اور نہ لڑیں ہم اس سے اور اخیر جملہ کے معنے یہ ہیں کہ اگر کفر صریح دیکھو امام سے تو جائز ہے معزول کر دینا اسکا بلکہ واجب ہے نہ فرمانبرداری کرنی اسکی اور امام معزول نہیں ہو جاتا فسق و فجور سے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک - اور امام شافعی رح کے نزدیک معزول ہو جاتا ہے - اور اسیطرح ہر قاضی اور ہر امیر - اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ فاسق نہیں ہے اہل ولایت سے نزدیک امام شافعی رح کے - اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاسق اہل ولایت سے ہے یہانتک کہ صحیح ہے واسطے باپ فاسق کے نکاح کر دینا اپنی چھوٹی بیٹی کا - (مظاہر حق جلد سوم)

(۸) وعن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رجلاً سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یلبس المحرم من الثیاب فقال لا تلبسوا القُمُّص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احد لا یجد نعلین فیلبس خفین ولیقطعھما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئاً مسہ زعفران ولا ورس متفق علیہ و زاد البخاری فی روایۃ ولا تنتقبُ المرأۃُ المحرِمۃُ ولا تلبس القفازین

اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے رضی اللہ عنہ یہ کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا پہنے محرم قسم کپڑوں کے سے فرمایا نہ پہنو کرتے اور نہ باندھو پگڑیاں اور نہ پہنو پاجامے اور نہ اوڑھو بارانیاں اور نہ پہنو موزے مگر وہ شخص کہ نہ پاوے پاپوشیں پس پہنے موزے اور چاہیئے کہ کاٹ ڈالے موزے دونوں ٹخنوں کے نیچے اور نہ پہنو کپڑوں میں سے اس چیز کو کہ لگی ہو اسکو زعفران اور نہ وہ کپڑا کہ لگی ہو اسکو ورس متفق علیہ اور زیادہ کیا بخاری نے ایک روایت میں اور نہ نقاب والی عورت احرام والی اور پہنے دستانے۔ اور نہ وہ کپڑا کہ لگی ہو اسکو ورس ۔ ورس ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے زرد رنگ شاید اسکو ہارسنگار کہتے ہیں۔اس حدیث پر سب اماموں کا عمل ہے کہ مرد احرام والے کو یہ سب چیزیں جو حدیث میں مذکور ہوئیں درست نہیں بخلاف عورتوں کے کہ ان کو سیاہ کپڑا پہننا اور سارا بدن ڈھانپنا مباح ہے سوا منہ کے کہ اسکا ڈھانپنا حرام ہے۔ (الرحمۃ المہداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوٰۃ)

(۵) وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل او امسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیاطین تنتشر حینئذ فاذا ذهب ساعة من اللیل فخلوهم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا واوکوا قربکم واذکروا اسم اللہ وخمروا

انیتکم واذکروا اسم اللہ ولو ان تعرضوا علیہ شیئا
واطفئوا مصابیحکم۔ (متفق علیہ)

اور روایت ہے جابر سے رضی اللہ عنہ کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ اول شب ہو یا فرمایا کہ شام کرو تم پس بند رکھو تم اپنے بچوں کو یعنے نکلنے گھر کے سے اور پھرنے کوچوں کے سے اسلئے کہ شیطان یعنے جن پھیلتے ہیں اُسوقت۔ پس جسوقت کہ گذرے ایک ساعت رات سے پس چھوڑ دو بچوں کو اور بند کردو دروازوں کو اور ذکر کرو نام اللہ کا یعنے وقت بند کرنے دروازہ کے اسلئے کہ شیطان نہیں کھولتا دروازے بند کئے ہوئے کو یعنے ساتھ ذکر خدا کے یعنے اگرچہ جن وشیطان کو قدرت ہے کہ دروازوں اور دیواروں میں بیٹھ جاویں ولیکن بسبب ذکر خدا کے مجال بیٹھنے کی نہیں رکھتے اور باندھ دو دہانے اپنے مشکوں کے یعنے جسمیں پانی ہوتا ہو کہ ان میں کوئی کیڑا نتینگا وغیرہ نہ گر پڑے اور کرو نام خدا کا یعنے وقت باندھنے دہانے کے اور ڈھانک اپنے باسن اور یاد کرو نام اللہ کا یعنے وقت ڈھانکنے کے اگرچہ عرض میں رکھو باسن پر کوئی چیز یعنے اگرچہ صورت ڈھانکنے کی اسی قدر ہو کہ لکڑی وغیرہ چوڑائو پر باسن کے رکھدو تو خیر یہ بھی کافی ہے رفع کراہت اور نہ ہونے ضرر میں کہ ہوتا ہے بدون ڈھانکنے کے مثل تصرف کرنے شیاطین کے اور مانند اس کے کے اور بجھادو اپنے چراغوں کو یعنے سوتے وقت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(ف) بعد روایت متفق علیہ کے جو بخاری کی روایت ہیں لفظ عند المساء کا آیا ہے۔ احتمال رکھتا ہے کہ متعلق ہو ساتھ سب افعال کے پس مراد وقت ممتد ہوگا ابتدائے شام سے وقت عشا تک کہ وقت بند کرنے دروازے اور ڈھانکنے باسن کا ہے اور اگر متعلق ہو ساتھ کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اسپر انسب ہے۔ اور حاصل معنوں کا یہ ہوگا کہ رات ہیں یہ سب کام کرو۔ بچوں کو اول شب ہیں نکلنے نہ دو کہ وقت پھیلنے جنات کا ہے اور جب ایک ساعت گذرے تو چھوڑ دو بچوں کو اور کرو یہ کام ذکر کئے گئے اور اس توجیہ سے موافق ہو جاتی ہے۔ یہ روایت ساتھ لفظ متفق علیہ کے اور اچک لینا بچوں کو اور یہ بات ہوئی ہے اگرچہ قلیل الوقوع ہے یا مراد ہے لیجانا عقل و ہوش کا اور کھیل ہیں مصروف کرنا بچے کے تئیں۔ اور جن و شیاطین ایک ہیں۔ جنات ہیں جو فاسق و سرکش ہیں انہیں شیطان کہتے ہیں کذا ذکر البعض۔ اور کہا قرطبی نے کہ تمام اوامر اس باب کے قبیلۂ ارشاد سے ہیں طرف مصلحت کے اور احتمال ہے کہ ہوں واسطے استحباب کے اور فحمہ کہتے ہیں اس تاریکی کو کہ درمیان مغرب اور عشا کے ہوتی ہے اسکو عسعسہ کہتے ہیں والیل اذا عسعس اشارہ اسی کی طرف ہے۔ اور کہا نووی نے کہ اس ہیں بہت انواع خیر اور آداب جامعہ مذکور ہیں اور افضل انمیں یہ ہے کہ نام لینا اللہ تعالیٰ کا ہر حرکت و سکون ہیں ہے تاکہ حاصل ہو سلامتی آفات دینویہ اور اخرویہ سے۔ (مظاہر حق جلد سوم)

الفصل التاسع فی التسعة

فصل نواں نو چیزوں میں

القرآن

(۱) ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیٰت بینٰت فسئل بنی اسرآءیل اذ جآءھم فقال لہ فرعون انی لاظنک یٰموسیٰ مسحورًا۔ (بنی اسرائیل الجزء ۱۵)

اور ہم نے دیں موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اسکو فرعون نے میری اٹکل میں موسیٰ تجھ پر جادو ہوا۔

(ف) شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔ (موضح القرآن)

(ف) عصا۔ ید بیضا۔ جوؤں۔ ٹڈیوں۔ مینڈکوں اور پانی کے خون ہو جانیکا عذاب۔ اور طوفان۔ اور قحط سالی کا عذاب۔ اور باغات کے پھل خراب ہو جانے۔ اور خزانوں کے پتھر ہو جانے کا عذاب یہ سب معجزے ہیں۔ (ابن کثیر خازن۔ میزان الاعتدال۔ معجز نما حمائل شریف اور احسن الفوائد۔)

(۲) ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا۔ (الکہف الجزء ۱۵)

اور مدت گذری انپر اپنی کھوہ میں تین سو برس اور اوپر سے نو۔ (موضح القرآن)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں بعضے لوگ جو اصحاب کہف اور انکے کتے کے نام کو

ذکر کرتے ہیں۔ سو اسکی صحت میں نظر ہے۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں اہل کتاب سے ماخوذ ہیں۔ اور اہل کتاب کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی نہ جھٹلاؤ اور بعضے لوگ ان کے ناموں کو حل مشکلات کیلئے ورد اور وظیفہ ٹھیراتے ہیں تو اس کا ثبوت نہ قرآن پاک سے ہے اور نہ حدیث شریف سے اور نہ کسی صحابی اور امام کے قول سے بلکہ قرآن شریف میں تو جابجا اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ میرا نام لیا کرو اور مجھ ہی سے مدد مانگا کرو۔ (ابن کثیر وغیرہ۔ معجز نما حمایل شریف)

(۳) وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء فی تسع ایت الی فرعون وقومه انهم کانوا قوما فسقین (الجزء ۱۹ النمل)

اور ڈالدے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے چٹا نہ کچھ برائی سے یہ ملکر نو نشانیاں فرعون اور اسکی قوم کی طرف بیشک وہ تھے لوگ بے حکم۔

(ف) سورۂ اعراف میں وہ نو نشانیاں بیان ہو چکیں۔ (موضح القرآن)

(۴) وکان فی المدینة تسعة رهط یفسدون فی الارض ولا یصلحون (الجزء ۱۹ النمل)

اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں اور سنوار نہ کرتے (موضح القرآن)

(ف) سورۂ اعراف میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت صالح نے اپنی امت کے لوگوں سے یہ فرمادیا تھا کہ لوگ جس روز اس اونٹنی کو کسی طرح کی ایذا پہنچاؤ گے تو تم پر اللہ کا عذاب آجاویگا۔ پھر جب اس قوم کے سرداروں کی اولاد میں سے نو شخصوں نے صلاح مشورہ کرکے اس اونٹنی کو مار ڈالا حضرت صالح کو

تنگ کرنے کیلئے۔ حضرت سے یہ کہنے لگے ائتنا بما تعدنا۔ جس نے ان کا مطلب یہ تھا کہ تم نے کہا تھا کہ اسی اونٹنی کی ایذا سے اللہ کا عذاب آویگا۔ اب ہمنے تو اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ پھر اگر تم اللہ کے سچے نبی ہو۔ تو ہم پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں لاتے۔ ان کی بات کا جواب حضرت صالح نے یہ دیا کہ اللہ سے توبہ استغفار کرو۔ عذاب کی خواہش اور عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو۔ اس نصیحت سے حضرت صالح کی مراد یہ تھی کہ اونٹنی کے مار ڈالنے کے بعد اگر ان لوگوں پر عذاب کا آنا قضائے معلق کے طور پر ہو اور علم الٰہی میں ان کے استغفار سے اس عذاب کا ٹل جانا قرار پا چکا ہو تو ان کے سر سے یہ بلا دفع ہو جاوے۔ جب ان لوگوں نے عذاب کی خواہش سے حضرت صالح کو بہت تنگ کیا۔ تو حضرت صالح نے آخر کو فرمایا کہ تین روز کے اندر تم پر عذاب آوے گا۔ پھر اسپر ان شریر لوگوں نے یہ قصد کیا کہ رات کو جب اپنی مسجد میں حضرت صالح نماز کو جاویں تو تین دن سے پہلے ہی ان کو شہید کر ڈالیں۔ اور اپنے اس ارادہ کے پورا کرنے کے خیال سے مسجد کے پاس ایک غار تھا اسمیں تلواریں لیکر چھپے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے ان پر اسی غار کے پتھر ایسے برسائے کہ ان کے سر کھل گئے اور ان پتھروں کے نیچے دب کر رہ گئے۔ اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے (ابن کثیر۔ خازن۔ احسن الفوائد)

الحدیث

(۱) عن صفوان بن عسال رضی الله عنه قال قال
یهودی لصاحبه اذهب بنا الی هذا النبی فقال له صاحبه
لا تقل نبی انه لو سمعك لكان له اربع اعین فاتیا رسول
الله صلی الله علیه وسلم فسألاه عن تسع ایات بینات
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لهم لا تشركوا بالله
شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرم
الله الا بالحق ببریء الی ذی سلطان لیقتله ولا تسحروا
ولا تاكلوا الربوا ولا تقذفوا المحصنة ولا تولوا الفرار
یوم الزحف وعلیكم خاصة الیهود ان لا تعتدوا فی
السبت قال فقبلوا یدیه ورجلیه وقالا نشهد انك نبی
قال فما یمنعكم ان تتبعونی قالا ان داؤد علیه السلام
دعا ربه بان لا یزال من ذریته نبی وانا نخاف ان تبعناك
ان تقتلنا الیهود - (رواه الترمذی وابوداؤد و
النسائی - وقال صاحب تحفة الاحوذی واخرجه
ابن ماجة والحاكم وصححه -)

روایت ہے صفوان بیٹے عسّال کے سے رضی اللہ عنہ کہا ایک
یہودی نے واسطے یار اپنے کے چل ساتھ میرے طرف اس نبی کے پس کہا
واسطے اسکے یار اسکے نے نہ کہہ تو نبی تحقیق وہ اگر سنے گا کہنا تیرا البتہ

ہونگی واسطے اسکے چار آنکھیں یعنے نہایت خوش ہونگے پس آئے دونوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس پوچھے انہوں نے حضرت سے نو احکام ظاہر (ف) مراد احکام ہے جوکہ آگے مذکور فرمائے یا نو معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوکہ کلام اللہ میں مذکور ہیں۔ عصا اور ید بیضا اور طوفان اور ٹڈیاں اور چچڑیاں اور مینڈک اور خون اور قحط اور کم ہونا میوؤں کا تفسیر میں یہ مفصل مذکور ہیں۔ پس حضرت نے بسبب اسکے کہ کلام اللہ میں مذکور ہیں نہ ذکر کیئے او جو احکام ضرور تھے بیان فرمائے۔ یا جواب ان کا دے کر بعد اسکے یہ احکام صادر فرمائے ہوں۔ راوی نے بسبب شہرت کے وہ نہیں ذکر کیئے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ شیئا الخ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ مار ڈالو جان کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہ لیجاؤ پاک شخص کو طرف حاکم کے یعنے بے گناہ پر بہتان باندھکر قصہ اسکا حاکم کے آگے مت لیجاؤ تاکہ مارے اسکو اور نہ جادو اور نہ کھاؤ بیاج اور نہ تہمت کرو عورت پاکدامن کو اور نہ بیٹھ دو واسطے بھاگنے کے دن لڑائی کے یعنے جہاد میں کفار سے نہ بھاگو اور اوپر تمہارے خاص اے یہود واجب ہے یہ کہ نہ زیادتی کرو بیچ ہفتہ کے (ف) یعنے ہفتہ کو شکار نہ کرو کہ منع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمکو اس سے قال فقبلوا یدیہ ورجلیہ الخ کہا روایت کرنے والے نے پس چوم لئے

ہاتھ حضرت کے اور پاؤں. یہودیوں نے اور کہا دونوں نے گواہی دیتے ہیں ہم تحقیق تم نبی ہو فرمایا کیا چیز منع کرتی ہے تمکو پیروی میری سے کہا ان دونوں نے تحقیق داؤد علیہ السلام نے دعا کی ہے رب اپنے سے کہ ہمیشہ رہے اولاد انکی میں سے نبی ہم تحقیق ڈرتے ہیں اگر پیروی کریں تمہاری یہ کہ مار ڈالیں ہمکو یہود۔ روایت کی یہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے۔

(ف) گواہی دیتے ہیں ہم یعنے جانتے ہیں تمہیں نبی یہ گواہی بطور قبول کے نہ تھی بلکہ حال اپنے علم کا بیان کیا۔ چنانچہ یہود نبی ہونا حضرت کا اپنی کتابوں سے جانتے تھے۔ مگر بسبب شقاوت کے قبول نصیب نہ ہوتا تھا اور دعا کی ہے یعنے ضرور ہے کہ دعا ان کی قبول ہوئی ہوگی پس البتہ کوئی پیغمبر ان کے فرزندوں میں سے ہوگا اور یہود تابع اس کے ہونگے اور ان کو غلبہ اور شوکت ہوگا پس ڈرتے ہیں ہم کہ اگر تمہیں ہم مانیں تو وہ ہمیں مار ڈالینگے یہ محض افترا یہود کا تھا۔ ہرگز حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا نہ کی تھی اور کیونکر ہووے یہ انہوں نے توریت اور زبور میں خود پڑھا تھا کہ محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہے اور دین ان کا ناسخ سب دینوں کا ہے۔ اور صاحب تحفۃ الاحوذی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور حاکم نے اور صحیح کہا ہے اسکو۔

(۲) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلج النار رجل بکی من خشیۃ اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع

العلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضاء والقصد فی الفقر والغنی وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفوا عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکرا ونطقی ذکرا ونظری عبرۃ وآمر بالعرف وقیل بالمعروف رواہ رزین

اور روایت ہے ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا مجھکو رب میرے نے ساتھ نو چیزوں کے ایک تو ڈرنا اللہ سے پوشیدہ اور ظاہر میں یعنے بیچ دل اور جسم کے یا خلوت و جلوت میں۔ دوسرے بات راست و درست کہنی کہ حد اعتدال سے تجاوز نکرے بیچ حالت غصّہ اور رضا کے یعنے آدمی راضی ہوتا ہے کسی سے تو تعریف کرتا ہے اسکی اور اچھا کہتا ہے اسکو اور عیب اسکا ڈھانکتا ہے اور جب غصّہ میں آتا ہے تو برخلاف اسکے کرتا ہے چاہئے کہ دونوں حال میں یکسان رہے تیسرے میانہ روی بیچ فقر و غنا کے یعنے رزق بقدر کفایت کے ہو نہ فقر ہو اور نہ غنا یا یہ مراد ہے کہ دونوں حالتوں میں اوپر طریقۂ اعتدال کے مستقیم ہو یعنے فقر میں غصّہ اور جزع فزع نکرے اور غنا میں تکبر اور سرکشی اور علو نہ اختیار کرے۔ چوتھے یہ کہ ملائے رکھوں میں یعنے سلوک کروں اس سے کہ کاٹے مجھ سے یعنے اگر کوئی ناطے دار مجھ سے انقطاع و سلوک کرے تو میں اس سے سلوک و احسان ہی کروں یہ نہایت حلم و تواضع ہے۔ پانچویں یہ کہ دوں میں اسکو کہ محروم رکھے مجھکو اور چھٹے یہ کہ درگذر کروں

ہیں یعنے باوجود قدرت بدلہ لینے کے اس سے کہ ظلم کرے مجھ پر اور ساتویں
یہ کہ ہو چپ رہنا میرا فکر یعنے جب چپ رہوں تو فکر کروں بیچ اسماء اور
صفات اور مصنوعات اور معانی آیات اللہ تعالیٰ کے۔ اور آٹھویں یہ کہ ہو
بولنا میرا ذکر یعنے جب بات کروں تو ذکر خدائے تعالیٰ کا کروں میں قسم
تسبیح اور تحمید اور توحید اور تلاوت کتاب اللہ اور نصیحت بندوں اس کے
سے۔ اور نویں یہ کہ ہو نظر میری عبرت یعنے جب نظر مخلوقات میں کروں
تو بروجہ عبرت اور ہوشیاری کے کروں میں نہ ساتھ جہل و غفلت کے اور
حکم کیا پروردگار میرے نے کہ حکم کروں میں ساتھ نیکی کے اور روایت
کی گئی ہے ساتھ معروف کے نقل کی یہ رزین نے۔

(ف) یعنے ایک روایت میں بجائے بالعرف بالمعروف آیا ہے۔ اور
معنے دونوں کے ایک ہی ہیں بمعنے اچھی بات کے اور نہی عن المنکر نہ ذکر کی
اسلئے کہ امر بالمعروف دونوں کو شامل ہے اچھی بات کے کرنے کو اور بری
بات کے نہ کرنے کو اور یہ خصلت نو خصلتوں مذکورہ سے کہ جامع ہے تمام
بھلائیوں اور طاعات کو بیچ حقوق خلق و حق کے کہ بطریق اجمال کے
بعد تفصیل کے ذکر کی۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

(ف) امرنی ربی بتسع۔ مجھ کو میرے پروردگار نے نو باتوں کا
حکم دیا۔ حالانکہ حدیث میں دس باتیں مذکور ہیں۔ مگر دسویں بات
گویا نو باتوں کا مجموعہ ہے۔ (لغات الحدیث)

(۳۳) وعن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ عن ابیہ انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم قال وقد سالہ رجلٌ عن الکبائر قال وھنّ تسعٌ فذکر الشرکَ والسحرَ وقتلَ النفس واکلَ الربوٰ ومالَ الیتیم والتّولی یوم الزحف وقذف المحصنات وعقوق الوالدین واستحلال البیت الحرام قبلتکم احیاءً واموانًا رواہ رزین وزاد فی الروضۃ الندیۃ اخرجہ ابوداؤد والنسائی والحاکم وقد اخرج البغوی فی الجعدیات من حدیث ابن عمر بنحوہ۔

اور روایت ہے عبید بن عمیر سے رضی اللہ عنہ اس نے اپنے باپ سے تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے پوچھا تھا ایک شخص نے کبیرہ گناہ کیا کیا ہیں حضور نے فرمایا وہ نو ہیں ایک اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا اور دوسرا جادو کرنا اور تیسرا اس نفس کا قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالی نے حرام کیا مگر حق بات پر اور چوتھا سود کھانا اور پانچواں یتیم کا مال کھانا اور چھٹا جنگ کے روز میدان جنگ سے پشت پھیر کر بھاگنا اور ساتواں شوہر والی مومن عورتوں پر جو بدکاری سے واسطہ نہیں رکھتیں تہمت لگانا اور آٹھواں مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور نواں بیت اللہ کی حرمت نکرنا جو زندگی اور موت میں تمہارا قبلہ ہے۔ رواہ رزین اور زیادہ کیا ہے صاحب الروضۃ الندیہ نے اس عبارت کو کہ روایت اسکو ابوداؤد نے

اور نسائی نے اور حاکم نے اور نکالا ہے اس حدیث کو بغوی نے جعدیات میں حدیث ابن عمرؓ سے اسیطرح۔ (الفضل مولوی عبدالاول صاحب حصہ دوم اردو ترجمہ سنن ابی داؤد)

(۴) وعن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبدُ عبدٌ تخیّلَ واختال ونسی الکبیرَ المتعالَ۔ بئس العبدُ عبدٌ تجبّرَ واعتدٰی ونسی الجبارَ الاعلیٰ۔ بئس العبدُ عبدٌ سہا ولہیٰ ونسی المقابرَ والبِلیٰ۔ بئس العبد عبدٌ عتا وطغیٰ ونسی المبتدأ والمنتہیٰ۔ بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین بئس العبد عبد یختل الدین بالشبہات۔ بئس العبد عبد طمع یقوده۔ بئس العبد عبد ہوی یضلہ۔ بئس العبد عبد رغب یذلہ۔ رواہ الترمذی والبیہقیؒ فی شعب الایمان وقال صاحب تحفۃ الاحوذی واخرجہ ابن ماجۃ والحاکم والطبرانیؒ فی الکبیر

اور روایت ہے اسماء بنت عمیس کی سے رضی اللہ عنہا کہا اسماء نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ اپنے تئیں اچھا جانا اوروں سے اور تکبر کیا اور بھول گیا خدائے بزرگ بلند قدر کو یعنے بھول گیا یہ کہ بزرگی اور بلند قدری اللہ ہی کو ہے یا بھول گیا اسکے حساب و عذاب کو بایں حیثیت کہ نہ تقویٰ کیا دنیا میں۔ برا بندہ ہے وہ بندہ کہ جبر و قہر کیا لوگوں پر اور ظلم و فساد میں

حد سے گذر گیا اور بھول گیا خداوند جبّار متکبّر قہّار کو کہ بلند تر ہے قدرت و عزّت میں سب سے بُرا بندہ ہے وہ بندہ کہ بھول گیا کار دین کا اور مشغول رہا دنیا میں اور بھول گیا مقبروں کو کہنگی اور بوسیدگی بدن کو خاک میں۔ بُرا ہے وہ بندہ کہ فساد ڈالا اور حد سے بڑھ گیا اور بھول گیا اپنے ابتدائے حال کو کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے کہ کیسا عاجز و ناتوان تھا اور اپنے انجام کار کو کہ کیا کیا ہونا اور کیا کیا دیکھنا ہے اور آخر اسکا کیا ہے کہ مٹی میں جانا ہے یعنے جسکی ابتدا ایسی ہے اور انتہا ایسی تو لائق ہے اسکو کہ اطاعت کرے اللہ تعالی کی ان دونوں حالتوں کے درمیان میں۔ برا بندہ ہے وہ بندہ کہ طلب کرے دنیا کو ساتھ عمل آخرت کے یا یہ معنے ہیں کہ فریب دیوے اہل دنیا کو ساتھ عمل صلحائے کے تاکہ وہ معتقد ہوں اسکے اور حاصل کرے یہ مال و جاہ اُن سے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے کہ خراب کرے دین کو ساتھ شبہات کے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے کہ طمع اور امیدواری خلق سے اور حرص کھینچ لیجاتی ہے اور سبکو دنیاداروں کے دروازہ پر اور لیجاتی ہے جدھر چاہتی ہے بُرا بندہ ہے وہ بندہ کہ خواہش نفس گمراہ کرتی ہے اسکو راہ دین سے بُرا بندہ وہ بندہ ہے کہ رغبت دنیا میں اور حرص اسکے حاصل کرنے میں اور طلب کثرت خوار کرتی ہے اسکو اور آبروریزی اسکے دین کی کرتی ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور کہا صاحب تحفۃ الاحوذی نے اور نکالا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور حاکم نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں۔

(ف) اس میں شک نہیں ہے کہ کثرت طرق قوی کر دیتی ہے ضعیف کو اور بنا دیتی ہے اسکو حسن لغیرہ اور اس سے تمام ہوجاتا ہے مقصود (مظاہر حق جلد ۲)

(۵) وعن ابن المسیب سمع یقول ان اللہ طیب یحب الطیب نظیف یحب النظافۃ کریم یحب الکرم جواد یحب الجود فنظفوا اراہ قال افنیتکم ولا تشبھوا بالیھود قال فذکرت ذلک لمھاجر بن مسمار فقال حدثنیہ عامر بن سعد عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ الا انہ قال نظفوا افنیتکم۔ رواہ الترمذی ھکذا فی جمع الفوائد فی باب الحلی والطیب۔

روایت ہے ابن مسیب تابعی سے کہ سنے گئے وہ کہ کہتے تھے تحقیق اللہ تعالی پاک ہے دوست رکھتا ہے پاکی کو اور نہایت ستھرا ہے دوست رکھتا ہے ستھرائی کو۔ کرم کرنے والا ہے دوست رکھتا ہے کرم کو۔ بخشش والا ہے دوست رکھتا ہے بخشش کو پس صاف رکھو کہا راوی نے کہ گمان کرتا ہوں میں ابن مسیب کو کہ کہا اپنے مصاحبوں کو اور نہ مشابہت کرو ساتھ یہودیوں کے کہ صحن گھروں کے کوڑے اور کرکٹ سے ناپاک رکھتے ہیں۔ کہا روایت کرنے والے نے ابن مسیب سے کہ پھر ذکر کیا میں نے یہ قول ابن المسیب کا مہاجر بن مسمار تابعی کے آگے کہا انہوں نے کہ حدیث کی مجھکو یہ عامر بن سعد تابعی نے اس نے

اپنے باپ سے یعنے سعد بن ابی وقاص صحابی سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند قول ابن المسیب کے مگر بایں تفاوت کہ کہا مہاجر نے ستھرے رکھو صحن اپنے گھروں کے یعنے ان کی روایت میں لفظ افنیتکم صریح مذکور ہے گمان کو اسمیں داخل نہیں کیا جیسے کہ بیچ روایت ابن المسیب کے تھا۔ نقل کی یہ ترمذی نے اسیطرح یہ حدیث ہے جمع الفوائد میں بیچ باب الحلی والطیب میں۔

(ف) پاک ہے یعنے نقصانوں اور عیبوں سے اور لفظ طیب بیچ جملۂ یحبُّ الطِّیبَ کے ساتھ زیرِ طا کے ہے۔ یعنے دوست رکھتا ہے خوشحالی، خوشقالی کو یا بوی خوش کو یعنے دوست رکھتا ہے اس کے استعمال کو اپنے بندوں سے اور راضی ہوتا ہے ان سے ساتھ اس فعل کے۔ اور ایک نسخہ میں لفظ طیّب ساتھ زیر ط کے اور زیری مشدّدہ کے ہے اور مراد اس سے وہ شخص ہے کہ وصف کیا جاوے ساتھ طیّبات کے یعنے اچھے عقیدوں اور اقوال اور افعال اور اخلاق اور احوال کے اور نظافت کے معنے ہیں۔ طہارت ظاہری اور باطنی۔ اور کہا طیبی نے کہ ستھرا رکھنا صحن گھر کا کنایہ ہے کرم اور جود سے اسلئے کہ جب صحن گھر کا ستھرا ہوتا ہے تو لوگوں کو اور مہمانوں کو رغبت اترنے کی اس میں بہت ہوتی ہے۔

(مظاہر حق جلد ۳ سوم باب الترجّل)

الفصل العاشر فی العشرۃ

فصل دسواں دس چیزوں میں

القرآن

(۱) وَاَتِمُّوا الحج والعمرۃ للہ فان احصرتم فما استیسر
من الھدی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہٗ
فمن کان منکم مریضا او بہ اذی ففدیۃ من صیام او
صدقۃ او نسک فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی
فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام
فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ ذالک
لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام واتقوا اللہ
واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔ (الجزء ۲۔ البقرۃ)

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے۔ پھر اگر تم روکے گئے تو
جو میسر ہو قربانی بھیجو اور حجامت نکرو سر کی جبتک پہنچ نہ چکے قربانی
اپنے ٹھکانے پر۔ پھر جو کوئی تم میں مریض یا اسکو دکھ دیا اسکے سر نے تو
بدلا دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا پھر جب تمکو خاطر جمع ہو
تو جو کوئی فائدہ لے دے عمرہ ملاکر حج کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی پہنچاوے
پھر جس جو کو پیدا نہ ہو تو روزہ تین دن کا حج کے وقت میں اور سات دن
جب پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اسکو ہے جس کے گھر والے نہوں

رہا نے مسجد الحرام پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

(ف) یہاں سے حکم حج کے ہیں۔ حج کے طریق یہ کہ احرام باندھے پھر عرفے کے دن عرفات میں حاضر ہو پھر وہاں سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام میں پھر عید کی صبح منا میں پہنچکر کنکر پھینکے اور حجامت کرا کر احرام اتارے۔ پھر مکے میں جا کر طواف کعبہ کرے۔ پھر صفا اور مروے کے بیچ دوڑے پھر منا میں آوے تین دن رہے۔ ہر روز کنکر پھینکے۔ پھر مکے میں جا کر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے اور عمرے کے طریق یہ کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے اور طواف کعبہ کرے اور صفا مروے کے بیچ دوڑے پھر حجامت کرا کر احرام اتارے اور حج اور عمرے میں قربانی ضرور نہیں مگر کسی سبب سے یہاں حق تعالیٰ نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کرا کر شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیجدیوے جب مکے میں قربانی ذبح ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نکرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام میں حجامت کرے تو اس کا بدلا ہے یا قربانی پہنچانی یا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھلانا تیسرا یہ کہ حج اور عمرہ جدا جدا نکرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے۔ پھر قربانی نہ ہو تو دس روزے تین حج کے دنوں میں اور سات پیچھے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو اور حج اور عمرہ ملنے سے جو قربانی آئی سو مکے کے

ساکنوں پر نہیں۔ (موضح القرآن)

(۲) لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان ۚ فکفارتہ اطعام عشرۃ مسٰکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ ؕ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ؕ ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم ؕ واحفظوا ایمانکم ؕ کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تشکرون۔ (الجزء ۷۔ المائدۃ)

نہیں پکڑتا تمکو اللہ تمہاری بیفائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے جو قسم تم نے گرہ باندھی سو اسکا اتار کھلانا دس محتاجوں کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ تین دن یہ اتارا ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور تھامتے رہو اپنی قسمیں یوں بتاتا ہے تمکو اللہ اپنے حکم شاید تم احسان مانو۔

(ف) جس بات پر قصد کر کر قسم کھائی آیندہ کو پھر اسکے خلاف ہوا تو تین باتوں میں سے ایک کرے جو چاہے۔ یا دس محتاجوں کو کھلانا یعنی ہر ایک کو اناج دینا دو سیر گیہوں یا چار سیر جو۔ یا انکو کپڑا دینا جس میں بدن کم کھلا رہے یا ایک بردہ آزاد کرنا ان تین میں سے کسی کا مقدور نہو تو تین دن روزے رکھنا اور اپنی قسم کو چاہیئے تھامنا یعنے نامقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کو یہ عادت نہ کرے۔ (موضح القرآن)

(۳) من جآء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ۚ ومن جآء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا وھم لا یظلمون ۔ (الجزء ۸ ۔ الانعام)

جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اس کے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاویگا تو اتنی ہی اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۔ (موضح القرآن)

(۴) ام یقولون افترٰیہ ؕ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ۔ (الجزء ۱۲ ۔ ہود)

یا کہتے ہیں باندھ لایا ہے اسکو تو کہ تم لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھکر اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوائے اگر تم ہو سچے ۔ (موضح القرآن)

(ف) اب مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے نبی اللہ کے یہ تو ممکن نہیں کہ ان کفار مکہ ایسی باتیں بنانے پر تم ان کی مخالف طبیعت آیتوں کو ان کو سنانا چھوڑ دو ۔ کیونکہ کل نبی اس بات سے معصوم پیدا کئے گئے ہیں کہ وہ اللہ کا ہر طرح کا حکم صاف صاف بغیر اپنے ذاتی تصرف کے امت کو پہنچا دیویں ۔ اسلئے جب تک اللہ تعالی تمکو قوت دیوے اور ان کافروں کو زیر کرے انکی باتوں کا کچھ خیال نکرو اور اپنا کام کئے جاؤ ۔ پھر آنحضرتؐ کی اس تسکین کے بعد اللہ تعالی نے کافروں کی اس بات کا جواب دیا ہے کہ محمدؐ نے یہ قرآن خود بنا لیا ہے ۔ حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اگر ایسا کلام انسان سے بننا ممکن ہے تو تمکو اجازت ہے کہ تم اکیلے یا اپنے جھوٹے معبودوں سے مدد لیکر اس طرح کا کچھ کلام بنا کر پیش کرو اور اگر تمہارے جھوٹے معبود تمکو مدد نہ دیں تو جان لو کہ یہ کلام اسی سچے

معبود کا ہے جو اپنے ذات اپنے صفات اپنے کلام میں سب سے نرالا ہے۔ (احسن الفوائد)

(۵) والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر۔ (الجزء ۳۰۔ الفجر)

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اس رات کی جب رات کو چلے۔

(ف) عید قربان کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اس سے پہلے اور جفت اور طاق جو رمضان کے آخری دہے میں ہے۔ اور جب رات کو چلے۔ یعنے پیغمبر چلے معراج کو۔ (موضح القرآن)

(ف) دس راتوں اور طاق اور جفت کی تفسیر اگرچہ سلف نے طرح طرح سے کی ہے۔ لیکن امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رض اور ابن زبیر اور مجاہد اور اکثر سلف کا قول یہی ہے کہ دس راتوں سے مراد ماہ ذی الحجہ کی اول کی دس راتیں ہیں۔ یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (ابن کثیر، خازن، فتح الباری، احسن الفوائد)

الحدیث

(۱) عن معاذ رضی اللہ عنہ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرک باللہ وان قُتِلْتَ او اُحْرِقْتَ ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولا تترکن صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فان من ترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ ولا تشربن خمرا فانہ راس کل فاحشۃ وایاک

والمعصية فان المعصية حِلُّ سَخَطِ الله و اياك والفرار من الزحف وان هلك الناس واذا اصاب الناس موتٌ وانت فيهم فاثبت وانفق على عيالك ولا ترفع عنهم عصاك ادبا واخِفهم في الله۔ (رواہ احمد)

روایت ہے حضرت معاذ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا نصیحت کی مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دس باتوں کے فرمایا نہ شریک کر ساتھ اللہ کے کسی کو اور اگرچہ مارا جاوے اور جلایا جاوے تو اور نہ نافرمانی کر ماں باپ اپنے کی اور اگرچہ حکم کریں تجھکو یہ کہ الگ ہو اہل اپنے سے اور مال اپنے سے۔ اور نہ چھوڑ تو نماز فرض کو جانکر پس تحقیق جس نے چھوڑ دی نماز فرض جان کر پس تحقیق الگ ہوا اس سے ذمہ خدا کا۔

(ف) اگرچہ جلا یا جاوے تو معاذ عمل اولے پر کرنے تھے اسلئے ان کو یہ فرمایا اور کو جایز بھی ہے کہ اس صورت میں کلمۂ کفر کا زبان پر جاری کرلے اور دلمیں ایمان رکھے اور الگ ہو مال اپنے سے یہ مبالغہ اور تاکید ہے اس باب میں اور واجب نہیں انسے نکلنا واسطے حرج کے اور ذمۂ خدا کا یعنے نہیں باقی رہا خدائیتعالی کی امن میں دنیا میں بسبب مستحق ہونے تعزیر کے اور آخرت میں بسبب مستحق ہونے عذاب کے۔ اور نہ پی تو شراب پس تحقیق یہ سر ہے تمام برائی کا اور بچ تو گناہ سے پس تحقیق ساتھ گناہ کے اترتا ہے غضب اللہ کا اور بچ تو بھاگنے لڑائی کفار کے سے اگرچہ

مرتے ہوں لوگ اور جسوقت کہ پہنچے آدمیوں کو موت یعنے بسبب وبا وغیرہ کے اور ہو تو بیچ ان کے پس ٹھہرا رہ اور خرچ کر اوپر کنبے اپنے کے مال موافق مقدور اپنے کے اور مت اٹھا رکھ ان سے لاٹھی اپنی ادب کی یعنے اگر احتیاج ادب کی رکھتے ہیں مار کر ادب کیلئے اور ڈرا ان کو بیچ مقدمہ اللہ کے یعنے نصیحت اور تعلیم کرتا رہ بیچ حکموں اور منع باتوں خدا کے۔ روایت کی یہ احمد نے

(ف) اگرچہ مرتے ہوں لوگ اسمیں مبالغہ منظور ہے ورنہ دو چند سے زیادہ اگر کافر ہوں جائز بھاگنا اور وبا سے بھاگنے حکم یہ ہے کہ اگر ایک شہر میں وبا آوے وہاں سے نکلے نہیں۔ اور اگر اور جاے ہو وہا آوے نہیں اور بھاگنا اس سے گناہ ہے جیسے کہ کفار کی لڑائی سے بھاگنا۔ اور اگر یہ اعتقاد کرے کہ بھاگنے سے بچونگا والا مرجاؤنگا کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

(۲) عن ابی ریحانۃ رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عشر عن الوشر والوشم والنتف ومکامعۃ الرجل الرجل بغیر شعار ومکامعۃ المرءۃ المرءۃ بغیر شعار وان یجعل الرجل فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیہ حریرا مثل الاعاجم وعن النہبی وعن رکوب النمور ولبس الخاتم الا لذی سلطان۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)۔

اور روایت ہے ابی ریحانہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا منع فرمایا پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے دانتوں تیز کرنے سے اور گودنے اور بال اکھاڑنے سے اور ہمخواب ہونے مرد کے سے ساتھ مرد کے بدون حائل ہونے کپڑے کے اور ہمخواب ہونے عورت کے سے ساتھ عورت کے بدون حائل ہونے کپڑے کے اور منع کیا اس سے کہ لگاوے مرد نیچے کپڑے کے ریشم یعنے استر ریشم کا مانند عجمیوں کے یا لگاوے مونڈھوں پر ریشمی کپڑا مانند عجمیوں کے اور منع کیا لوٹنے سے اور سوار ہونے سے اوپر زین چیتے کے چمڑے کے اور منع کیا پہننے چھاپ کے سے مگر واسطے صاحب حکومت کے نقل کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے۔

(ف) دانتوں کے تیز کرنے سے عرب میں عورتیں بڑھیاں دانتوں کے سرے تیز کیا کرتی ہیں اور باریک تا مشابہ جوانوں کے ساتھ ہوں اس سے حضرتؐ نے منع فرمایا اور گودنے سے یعنے سوئی سے بدن گود کر نیل یا سرمہ بھرتی ہیں اس سے بھی منع فرمایا۔ اور بال اکھاڑنے سے یعنے سفید بال داڑھی اور سر کے چننے یا اکھاڑنے بال داڑھی اور بھوؤں کے واسطے زینت کے یا عورتیں جو بال چہرے پر سے اکھاڑیں یعنے پیشانی کے بال چنیں۔ اس سے بھی حضرت نے منع فرمایا۔ اور سبب منع کا ان چیزوں سے یہ ہے کہ لازم آتی ہے تغیر خلقت الٰہی کی اور ارتکاب ہوتا ہے تکلّف نہ ذم کا اگرچہ عورتوں کو زینت حلال ہے لیکن ان تکلفات سے منع فرمایا۔ اور بعضوں نے بالوں کے اکھیرنے کو ساتھ اکھڑنے بالوں سر اور داڑھی

کے وقت مصیبت کے تفسیر کیا ہے۔ اور ہمخواب ہونے مرد کے سے الخ
دونوں ایک کپڑے میں ننگے سوویں اور ظاہر اطلاق ہے اور احتمال یہ بھی ہے
کہ ہو نہی مقید ساتھ اس حال کے نہوں دونوں ستر ڈھکے ہوئے اور ایسی ہی
دونوں احتمال عورتوں کے حق میں ہیں۔ اگر خوف فتنہ اور فساد کا ہو ظاہر
اور بغیر اس کے بھی خالی ترک ادب اور بیحیائی سے نہیں اور استر ریشم کا الخ
یعنے ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے مردوں کو خواہ ابرہ ہو ریشمی خواہ استر روایت
صحیح یہی ہے اور مونڈھوں پر ریشمی کپڑے سے مراد علم حریر ہے زیادہ
چار انگشت سے اور ہو سکتا ہے کہ مراد ڈالنا کپڑے حریر کا ہو مانند دوپٹے
کے کندھے پر بطریق تکبر کے اور چیتے کے چمڑے پر سوار ہونے سے اسلئے
منع فرمایا کہ مشابہت متکبرین کے ساتھ ہوتی ہے اور بعضے مشائخ نے
کہا ہے کہ بیٹھنا اوپر چمڑے چارپایوں اور درندوں کے موجب وحشت اور
تفرقہ وقت کا ہے اور واسطے صاحب حکومت مانند بادشاہ اور قاضی
اور امیر وغیرہ کے یعنے پہننا چھاپ کا بغیر احتیاج کے محض زینت کے لئے
مکروہ تنزیہی ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ منسوخ ہے بدلیل اس کے
کہ صحابہ پہنتے تھے حضرت کے عصر میں اور خلفا کے وقت میں اور
کوئی انکار نہیں کرتا۔ (مظاہر حق جلد سوم)

(۳) وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ عشر خلال الصفرۃ

یعنی الخلوق وتغییر الشیب وجر الازار والتختم بالذھب والتبرج بالزینة بغیر محلھا والضرب بالکعاب والرقی الا بالمعوذات وعقد التمائم و عزل الماء لغیر محلہ وفساد الصبی غیر محرمہ۔ (رواہ ابو داؤد والنسائی)۔

اور روایت ہے ابن مسعود سے رضی اللہ عنہ کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے دس چیزیں زردی یعنے استعمال کرنا خلوق کا اور مکروہ رکھتے تغیر کرنا بڑھاپے کا اور لٹکا کر تہبند کو کھینچتے چلنا یعنے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور پہننا سونے کی انگوٹھی کا یعنے مردوں کو اور ظاہر کرنا عورت کا زینت کو بے محل اور کھیلنا ساتھ مردوں کے اور مکروہ رکھتے تھے منتر کو سوائے معوذات کے اور باندھنا منکوں اور کوڑیوں کو اور عورت کے ستر سے باہر کرنا منی کا بے محل اور فساد کرنا لڑکے کا درحالیکہ حکم کرتے تھے حرام ہونے اسکے کا نقل کی یہ ابو داؤد اور نسائی نے۔

(ف)، خلوق ایک خوشبو ہے مرکب کہ زعفران وغیرہ سے بنتی ہے۔ یہ نہی خاص مردوں کیلئے ہے اور عورتوں کو لگانا اس کا درست ہے اور بعضے حدیثیں اسکے اباحت میں وارد ہوئی ہیں اور بعضی نہی میں اور حدیثیں نہی کی بہت ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ

ناسخ اباحت کی ہیں اور مردوں کو اسکے استعمال سے اسلئے منع فرمایا کہ وہ عورتوں کی خوشبوئی ہے۔ اور تغیر کرنا بڑھاپے کا خواہ ساتھ اکھاڑنے سفید بالوں کے ہو خواہ ساتھ خضاب سیاہ کے بخلاف خضاب مہندی کے کہ وہ جائز ہے بالاتفاق بسبب وارد ہونے احادیث کے اسمیں اور سفید بالوں کے اکھاڑنے میں مختار ہیں ہمارے مذہب میں حرمت وکراہت ہے۔ اور ظاہر کرنا عورت کا اپنی زینت وخوبی کا بغیر محل اپنے کے محل ساتھ زیر ح کے ہے یعنے وہ جگہ کہ حلال ہے عورت کو اظہار زینت کا وہاں کہ زوج اُس کا ہے۔ اور محارم مثل باپ بھائی وغیرہ کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن الآیۃ۔ اور لفظ محل ساتھ زیر ح کے بھی پڑھا ہے حلول سے اور کعاب ساتھ زیر کاف کے جمع کعب کی ہے۔ بمعنے مہروں نردوں کے کہ ساتھ ان کے کھیلتے ہیں۔ اور مراد نہی ہے کھیلنے سے ساتھ نرد کے اور وہ حرام ہے نزدیک اکثر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے اور شطرنج کھیلنی بھی مکروہ تحریمی ہے ہمارے نزدیک اور رقی جمع رقیہ کی ہے بمعنے افسون کرنے کے۔ اور معوّذات یعنے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور انہیں کے حکم میں ہیں یا دعائیں منقول حدیث کے اور تعوّذ ساتھ اسماء الٰہی کے۔ اور تمائم جمع تمیمہ کی ہے بمعنے منکوں اور ہڈیوں کے کہ واسطے دفع نظر کے

بچوں کے گلے میں ڈالتے تھے۔ ایام جاہلیت میں اور دین اسلام میں اس سے ممانعت آئی۔ اور مکروہ رکھتے تھے فساد لڑکے کو مراد ہے اس سے صحبت کرنی اس عورت سے کہ دودھ پلاتی بچہ کو پس حاملہ ہو جاتی ہے وہ اور بسبب اسکے دودھ اسکا فاسد یعنے خراب ہو جاتا ہے اور لڑکے کو خلل کرتا ہے کہ ضعف وغیرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ (مظاہر حق جلد سوم)

(ف) یعنے ایام رضاعت میں بچہ کی ماں سے وطی کرنے کو جس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے مگر یہ حرام نہیں ہے۔ (ترجمۂ سنن ابی داؤد جلد اول حصہ دوم)

(۴) وعن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قصُّ الشارب واعفاء اللحیة والسّواك واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء قال مصعب بن شیبة ونسیت العاشر الا ان تکون المضمضة قال وکیع انتقاص الماء یعنے الاستنجاء رواه مسلم واصحاب السنن هکذا فی جمع الفوائد وقال فی تحفة الاحوذی والنووی هذا شك منه قال القاضی عیاض لعلها الختان المذکور مع الخمس فی حدیث ابی هریرة رضی الله عنه وهو اولی۔

اور روایت ہے حضرت عائشہ سے رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں پیدایشی سنت ہیں مونچھ کتروانا اور داڑھی چھوڑنا اور مسواک کرنا اور پانی سے ناک صاف کرنا اور ناخن تراشنا اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا۔ اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیرناف کے مونڈنا اور پیشاب کے بعد پانی سے استنجاء۔ مصعب بن شیبہ نے کہا دسویں چیز میں بھول گیا مگر ممکن ہے کہ دسویں کلی کرنا مراد ہے۔ روایت کی یہ مسلم نے اور سنن والوں نے اور اسی طرح حدیث ہے جمع الفوائد میں۔ اور کہا ہے صاحب تحفۃ الاحوذی نے کہا امام نووی نے یہ مصعب بن شیبہ کی طرف سے صرف شک ہے ورنہ قاضی عیاض نے کہا ہے دسواں چیز ہے ختنہ کرنا جو ذکر کیا گیا ہے ابوہریرہ والی پانچ چیزوں کے ساتھ اور وہی ہے بہتر۔

(ف) پیدائیشی سنت میں پانچ چیزیں ہیں۔ اوّل ختنہ کرنا اور دوسرا موئے زیر ناف کے مونڈنے۔ اور تیسرا مونچھ کتروانا۔ اور چوتھا ناخن تراشنا اور پانچواں بغل کے بال اکھاڑنا۔ (جمع الفوائد جلد اول)

(۵) وعن حذیفۃ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قلنا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی ترواقبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثۃ خسوف خسف بالمشرق

وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب واٰخر ذلك نار تخرج من الیمن یطرد الناس الی محشرھم وفی روایة نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس الی المحشر وفی روایة فی العاشرۃ وریح تلقی الناس فی البحر۔ (رواہ مسلم)

اور روایت ہے حذیفہ سے رضی اللہ عنہ کہ کہا جھانکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اس حال میں کہ ہم ذکر کرتے تھے آپسمیں پس فرمایا کہ ذکر کرتے ہیں تم ہم نے عرض کیا کہ ذکر کرتے ہیں ہم قیامت کا فرمایا کہ تحقیق قائم نہ ہوگی قیامت یہانتک کہ دیکھو گے تم پہلے اسکے دس نشانیاں پس ذکر فرمایا دھوئیں کا۔

(ف) یعنے دھواں کہ نکلے گا اور بھر دیگا مشرق اور مغرب کو اور چالیس روز ٹھہرے گا۔ پس مسلمان مانند زکام زدوں کے ہونگے اور کافر مانند مستوں کے جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے اور قرآن میں جو سورہ دخان میں آیا ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین الخ اور بھی اسپر محمول ہے بقول حذیفہ اور تابعین اسکے اور نزدیک ابن مسعود اور تابعین ان کے کے مراد اس سے وہ قحط ہے جو قریش پر پڑا تھا آنحضرت کے زمانہ میں حضرت کی دعا سے کہ فرمایا خدایا کر ان پر قحط سات برس کا جیسے تو نے مصریوں پر حضرت یوسف کے زمانہ میں پس مبتلا ہوئے قحط میں اور کھاتے تھے چمڑے اور مردے اور دیکھتے تھے ہوا میں ایک چیز مانند دھوئیں کے اسلئے کہ

بھو کا بسبب ضعف بصر کے ہوا کو مانند دھویں کے دیکھتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ ہوا قحط سالی میں بسبب یبوست اور قلت مینہ اور کثرت غبار کے بصورت اندھیرے کے معلوم ہوتی ہے مانند دھوئیں کے ۔ اور ذکر کیا حضرت کے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا دجال کا اور دابۃ الارض کا۔ (ف) کہ نکلیگا مسجد حرام سے درمیان صفا اور مروہ کے اور قولِ حق سبحانہ کا واخرجنا لہم دابۃ من الارض محمول ہے اسی پہ اور لکھا ہے علما نے کہ وہ چار پایہ ہے کہ درازی اسکی ساٹھ گز کی ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ مختلف الخلقۃ ہوگا مشابہ بہت حیوانوں کے کہ جبل صفا میں پھاڑ کر نکلیگا۔ اور اسکے ساتھ عصاءِ موسیٰ اور انگشتری سلیمان کی ہوگی ۔ اور کوئی دوڑنے میں ساتھ اسکے نہ پہنچ سکے گا۔ اور اس سے نہیں بھاگ سکیگا۔ خط دیگا مومن کو عصا سے او لکھدے اسکے منہ پر مومن اور مہر کردیگا کافر پر ساتھ چھاپ کے اور لکھے گا اُسکے منہ پر کافر۔ کہا ہے بعضوں نے کہ دابۃ الارض تین بار نکلے گا ایام امام مہدی میں پھر ایام حضرت عیسیٰ میں ۔ پھر بعد طلوع ہونے آفتاب کے مغرب سے ۔ اور ذکر کیا حضرتؐ نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا آفتاب کا جانب غروب ہونے اسکے سے چنانچہ بیان اس کا حدیث میں آویگا۔ اور ذکر کیا آنحضرتؐ نے اترنا عیسٰےؑ بیٹے مریم کا آسمان سے زمین پر۔

(ف) یعنے ملا ہوا ساتھ ظہور امام مہدیؑ اور نکلینگے عیسٰے نزدیک منارۂ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے اور قتل کرینگے حضرت عیسٰےؑ دجال کو دروازۂ لد پر اور لد ایک موضع ہے شام میں اور بعضوں نے کہا فلسطین میں - اور کہا گیا ہے کہ اول نشانیوں میں ہونا دھوئیں کا ہے - پھر نکلنا دجال کا - پھر اترنا عیسٰی کا - پھر نکلنا یاجوج ماجوج کا - پھر نکلنا دابۃ الارض کا - پھر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اسلئے کہ کفار مسلمان ہونگے حضرت عیسٰی کے زمانہ میں یہانتک کہ ہوگی دعوت ایک ہی اور اور اگر آفتاب نکلے مغرب سے پہلے نکلے دجال کے اور اترنے عیسٰیؑ کے تو نہوے ایمان مقبول کفار سے پس واد مطلق جمع کے لئے ہے - پس نہیں وارد ہوگا کہ نزول عیسٰے کا پہلے طلوع ہونے آفتاب کے ہے - یہاں یوں کیوں کہا اور نہ وارد ہوگا جو کچھ کہ آگے آتا ہے کہ طلوع آفتاب کا اول نشانی ہے اور ذکر کیا حضرت نے نکلنا یاجوج اور ماجوج کا -

(ف) لفظ یاجوج و ماجوج الف سے ہیں اور ہمزہ سے بھی اور دو قبیلہ ہیں اولاد یافث بن نوح سے اور یہ دو نام ہیں عجمی اور بعضوں نے کہا عربی - اور ذکر کیا تین خسفوں کا یعنے دھنس جانیکا - ایک خسف زمین مشرق میں اور ایک خسف زمین مغرب میں اور ایک خسفِ زمین جزیرۂ عرب میں -

(ف) کہا ابن ملک نے کہ پایا گیا ہے خسف کئی جگہوں میں لیکن احتمال ہے

یہ کہ ہو مراد تین خسفوں سے زاید اُپر کہ پایا گیا کہ وہ نہایت سخت ہونگے۔
اور دسویں نشانی کہ بعد سب کے واقع ہوگی۔ ایک آگ ہوگی کہ نکلے گی
جانب یمن سے ہانکے گی۔ وہ لوگوں کو طرف زمین حشر کے۔
(ف) کہ شام میں ہوگی۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہوگا مبدأ
اس کا شام سے کیجا ویگی شام فراخ کہ سما جا ویگا سب عالم اسمیں
اور اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ یہ ہانکنا آگ کا لوگوں کو بعد حشر کے
ہوگا تا کہیں کہ علامت قیامت کی پہلے قیامت کے ہوگی اور حشر بعد
اسکے ہوگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نکلے گی آگ زمین حجاز سے
کہا قاضی عیاض نے کہ شاید دو آگیں جمع ہونگی کہ ہانکیں گی لوگوں کو
یا ہوگا ابتداء نکلنا اسکا یمن سے اور ظہور اسکا حجاز سے ذکرہٗ القرطبي
پھر جمع درمیان اسکے اور درمیان اس روایت کے کہ بخاری میں ہے یہ کہ
اول نشانیوں قیامت کی آگ ہوگی کہ نکالیگی لوگوں کو مشرق سے طرف
مغرب کے ساتھ اسطرح کے ہے کہ آخریت اسکی باعتبار اُن نشانیوں کے ہے
کہ مذکور ہوئیں۔ اور اولیت اسکی باعتبار اسکے ہے کہ وہ اول ان نشانیوں
کے ہے کہ نہیں ہوگی کوئی چیز بعد اُن کے امور دنیا سے ہرگز بلکہ واقع
ہوگا ساتھ آنے ان کے نفخ صور میں بخلاف ان نشانیوں کے کہ ذکر گئیں
ساتھ اُسکے کہ باقی رہینگی ساتھ ہر نشانی کے اُن میں سے چیزیں امور دنیا
سے اسیطرح ذکر کیا ہے اسکو بعضے علماء توفیق دینے والوں نے اور ایک

روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک آگ ہوگی کہ نکلے گی پرے کنارے عدن سے
کہ نام ایک شہر مشہور کا ہے یمن میں ہانکیگی لوگوں کو طرف حشر کے۔ اور
اور روایت میں بیچ بیان دسویں نشانی کے بجائے ذکر نکلنے آگ کے یمن سے
تا کنارہ عدن سے ذکر ہوا کا آیا ہے کہ ڈالیگی لوگوں کو دریا میں نقل کی
یہ مسلم نے۔

(ف) اور شاید کہ تطبیق دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ مراد ناس سے
اس روایت میں کفار ہیں اور آگ انکی ہوگی ملی ہوئی ساتھ جھکڑ ہوا کے
کہ سریع التاثیر ہوگی بیچ ڈالنے اُن کے کے دریا میں اور وہ ہوگی جگہ حشر
کفار کی یا سفر فجّار کی جیسے کہ وارد ہوا ہے دریا ہوجائیگا آگ اور اسمیں وارد
ہوا ہے قول اللہ تعالیٰ کا واذ البحار سُجّرت کہ بخلاف آگ مومنوں کے
کہ وہ آگ ری ڈرانے کے لئے ہوگی بمنزلہٗ کوڑے گے ہانکنے کے لئے
طرف محشر کے اور موقف اعظم کے۔ (مظاہر حق جلد چہارم)

والحمد للہ تعالیٰ اولا واخرا وباطنا وظاہرا۔ وصلی اللہ علی
محمد وآلہ واصحابہ وانصارہ وسلم تسلیما کثیرا

راقم: پیر حسام الدین خانباری　　　　مستوی عبدالرحمان سولنہ